وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْٓءِ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا ۱؎ بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ

جس پر میرا رب رحم کرے ۲؎ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور بادشاہ

الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا

بولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے لئے چن لوں ۳؎ پھر جب

كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ

اس سے بات کی ۴؎ کہا بیشک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں ۵؎ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں ۶؎

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا

اور یوں ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی ۸؎ اس میں جہاں

حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ

چاہے رہے ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا

اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

نیگ ضائع نہیں کرتے اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر جو

اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ

ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ۹؎ اور یوسف کے بھائی آئے ۱۰؎

فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا

تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انہیں پہچان لیا اور وہ اس سے انجان رہے اور جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ

ان کا سامان مہیا کر دیا ۱۱؎ کہا اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لے آؤ

۱؎ یوسف علیہ السلام نے بطور انکسار بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ بادشاہ مصر کے قاصد سے فرمایا کہ میرا پاکدامن رہنا زلیخا کی طرف التفات نہ کرنا اپنا کمال نہیں میرے رب کا فضل ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو' رب کا شکر کرے اس آیت کا منشا یہ نہیں کہ انبیاء کے نفس پاک نہیں ہوتے وہ رب کے فضل سے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں ۲؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفس انسانی امّارہ ہے کوئی اپنے نفس پر مطمئن نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام گناہ سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے نفس مَا رَحِمَ رَبِّیْ میں داخل ہیں' امّارہ نہیں' نیز شیطان کی ان تک رسائی نہیں رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اسی لئے یوسف علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ میرا نفس امارہ ہے ۳؎ شاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کا حلم و علم' امانتداری' قیدیوں سے اچھا سلوک' صبر و شکر کا حال سنا تو اس کے دل میں آپ کا بڑا وقار پیدا ہو گیا' اور آپ کی ملاقات کے لئے بے چین ہو گیا (خزائن العرفان)' ۴؎ بادشاہ نے معزز لوگوں کی جماعت شاہانہ لباس اور سواریاں جیل خانے بھیجیں' ان لوگوں نے خلعت پیش کی اور بادشاہ کا پیغام عرض کیا' یوسف علیہ السلام نے قبول فرمایا' اور تمام قیدیوں کے حق میں دعا خیر فرمائی اور انہیں وداع کیا اور شاہانہ شان و شوکت سے روانہ ہوئے جب شاہی محل کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا حَسْبِیَ اللّٰهُ مجھے اللہ کافی ہے' بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا۔ اس نے ہر زبان میں آپ سے کلام کیا' آپ نے اسی زبان میں جواب دیا اور عربی و عبرانی زبان میں بھی کلام فرمایا تو بادشاہ ان زبانوں کو نہ سمجھ سکا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف کل تیس سال تھی' اس جواں سالی میں آپ کے یہ علوم دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا (خزائن العرفان و روح البیان) ۵؎ بادشاہ نے خود آپ کی زبان مبارک سے خواب کی تعبیر سنی' اور کہا کہ مجھ میں اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہیں' خود آپ یہ انتظام فرمائیں ۶؎ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جب دوسرے لوگ نااہل ہوں' تو اہل کو عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے حکومت چاہنا' عہدہ عظمیٰ حاصل کرنا جائز ہے' دوسرے یہ کہ اس عہدے کے لئے اپنا استحقاق' قابلیت کا اظہار درست ہے' تیسرے یہ کہ کافر بادشاہ کی ملازمت کرنا جائز ہے' چوتھے یہ کہ جن محکموں کی آمدن حرام و حلال سے مخلوط ہو' ان میں ملازمت کر کے تنخواہ لینا درست ہے پانچویں یہ کہ کفار کے ہدیے قبول کرنا جائز ہے' چھٹے یہ کہ کافر ظالم بادشاہ کی طرف سے قاضی وغیرہ بن کر عدل و انصاف کرنا جائز ہے' ساتویں یہ کہ اپنا دین چھپانا حرام ہے' اس کا اظہار ضروری ہے آٹھویں یہ کہ انبیاء کرام قدرتی طور پر تمام علوم دینیہ و دنیاویہ سے واقف ہوتے ہیں' دیکھو یوسف علیہ السلام نے اس سے پہلے نہ تو بادشاہت کی تھی نہ کاشتکاری' مگر فرماتے ہیں اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ یہ علم کسی مدرسہ میں نہ سیکھے تھے ۷؎ ایک سال بعد بادشاہ نے آپ کو بادشاہ بنا دیا اور عزیز کے مرنے کے بعد زلیخا سے حضرت یوسف کا نکاح کر دیا ۸؎ اس سے معلوم ہوا کہ نیک کاروں کو دنیا میں جو کچھ انعام مل جاتے ہیں وہ آخرت کے انعامات میں وضع نہ ہوں گے آخرت میں کہیں اس سے زیادہ ملے گا' پھر دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ۹؎ یوسف علیہ السلام نے ان فراخی کے سات سال میں غلہ کی کاشت کرا کر بے شمار انبار جمع کر لئے زمانہ قحط کا آ گیا بارش بند ہو گئی' پہلے سال لوگوں نے اپنے پچھلے ذخیرے کھائے دوسرے سال بازار غلہ سے خالی ہو گیا تو سب لوگ روپیہ پیسہ دے کر یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدنے لگے تیسرے سال جواہر' زیور' مال مویشی کے عوض یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدا چوتھے سال اپنے غلام باندیاں دے کر غلہ لے گئے'

(بقیہ صفحہ ۳۸۵) پانچویں سال اپنی تمام غیر منقولہ جائیدادیں یوسف علیہ السلام کو دے کر غلہ خریدا' چھٹے سال اپنے بچے فروخت کر کے غلہ خریدا' ساتویں سال خود اپنے کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ فروخت کر دیا' اور سب آپ کے غلام بن گئے' وہاں کی ساری عورتیں یوسف علیہ السلام کی لونڈیاں اور سارے مرد آپ کے غلام ہو گئے' یوسف علیہ السلام نے ان سب کو آزاد فرمایا اور ان کے تمام مال و متاع جائیدادیں واپس فرمادیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے نبی کے دامن سے غلامی کا دھبہ دور کرنے کے لئے اور بچھڑے ماں باپ ملانے کے لئے یہ قحط بھیجا تھا۔ پیغمبر کی عزت ایسی عظیم ہوتی ہے کہ اس کے لئے عالم کو پریشان کیا جا سکتا ہے' چنانچہ اس سلسلے میں آپ کے بھائی بھی غلہ لینے آئے' بنیامین کو ساتھ نہ لائے ۱۰۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالے ہوئے چالیس سال یا قریباً اسی سال کا عرصہ ہو چکا تھا وہ سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام وفات پا چکے ہوں گے' انہوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم نبی زادے ہیں' آپ نے پوچھا' گیارہواں بھائی کہاں ہے تو بولے وہ ہمارے غمزدہ باپ کا سہارا ہے' اسے باپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔

۱۔ لہٰذا تمہارے بھائی بنیامین کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گی' یوسف علیہ السلام نے ان سب کی بہت خاطر تواضع فرمائی تھی ۲۔ اس قیمت کو پہچان لیں اور سمجھ لیں کہ ہماری امداد کے لئے رقم واپس کی گئی یا نعمت کا حق پہچانیں اور مجھے اپنا محسن جانیں' اور دوبارہ بنیامین کو لے کر آئیں ۳۔ یعنی یا تو اس مہربانی کو دیکھ کر دوبارہ پھر آویں' یا یہ رقم واپس کرنے کے لئے آویں اور سمجھیں کہ غلطی سے آ گئی ہے' کیونکہ نبی زادے مشکوک چیز نہیں رکھتے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے' جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے' ۴۔ تو سامان کھولنے سے پہلے یعقوب علیہ السلام سے بادشاہ کی بہت تعریف کی' یہاں تک کہا کہ اگر ہمارا بھائی بھی ہوتا' تو اس سے زیادہ ہماری خاطر تواضع نہ کرتا ۵۔ یعنی شاہ مصر نے ہم سے کہہ دیا ہے کہ اگر ہم بنیامین کو نہ لے گئے تو غلہ نہ پائیں گے بنیامین جائیں گے تو ہم کو بھی غلہ ملے گا۔ ان کا حصہ علاوہ ہو گا۔ اس لئے اب بنیامین کا جانا ضروری ہے ۶۔ انہیں بخیریت واپس لائیں گے ہم ذمہ دار ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ جس سے ایک بار دھوکہ ہو جاوے اس سے آئندہ احتیاط کرے' حدیث شریف میں ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا ۸۔ یوسف علیہ السلام کو بھیجتے وقت آپ اللہ کا ذکر بھول گئے تھے' اس لئے جدائی ہو گئی' اب رب یاد آ گیا جس سے بچھڑے ہوئے بھی مل گئے' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو معمولی لغزش پر فوراً مطلع کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر مصیبت دفع کرنے کے لئے اکسیر ہے

أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿۵۹﴾ فَإِن

کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں لہ پھر اگر

لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿۶۰﴾

اسے لیکر میرے پاس نہ آؤ گے تو تمہارے لئے میرے یہاں ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکنا

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ

بولے ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا اور یوسف نے

لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ

اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی انکی خورجیوں میں رکھ دو شاید وہ اسے

يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۶۲﴾

پہچانیں ۲ جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں شاید وہ واپس آئیں ۳

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ

پھر وہ جب اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے ۴ بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک

فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۶۳﴾

دیا گیا ہے ۵ تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اسکی حفاظت

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن

کریں گے ۶ کہا کیا اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اسکے بھائی کے

قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿۶۴﴾

بارے میں کیا تھا ۷ تو اللہ سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ۸

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ

اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر دی

إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ

گئی ہے بولے اے ہمارے باپ اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس

۱۔ یہ حضرات سمجھ گئے کہ دیدہ و دانستہ بادشاہ نے یہ رقم واپس رکھ دی ہے' اپنی عنایت سے' اس کو استعمال کر لینا جائز ہے معلوم ہوا کہ جس چیز کے متعلق حلال ہونے کا گمان غالب ہو تو اس کو استعمال کر سکتے ہیں ۲۔ تا کہ یہ حفاظت ہمارے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے' ایک بار تو ہم چوک گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت نہ کر سکے' اس بار اور آزمالیں' خیال رہے کہ اس دفعہ بنیامین کی حفاظت کا وعدہ نہایت اخلاص سے کر رہے ہیں' پہلے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا وعدہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت تھا۔ لہٰذا یہ وعدہ درست تھا۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام نے اگلا کلام ارشاد فرمایا ۳۔ یعنی ہم اس بادشاہ کی کرم نوازی اور دریا دلی آزما چکے ہیں۔ اس کے نزدیک اتنا غلہ دے دینا کچھ مشکل نہیں' ہمیں زیادہ معلوم ہوتا ہے' اس کے نزدیک معمولی چیز ہے' چونکہ یوسف علیہ السلام اس غلہ بلکہ تمام چیزوں کے مالک تھے۔ اس لئے آپ کو اختیار تھا کہ کسی سے قیمت لیں کسی سے نہ لیں' بعد میں تو آپ نے سب کی قیمتیں واپس کر دیں' لہٰذا آپ کے اس فعل شریف پر کوئی اعتراض نہیں کہ آپ نے بادشاہ کا غلہ اپنے بھائیوں کو بغیر قیمت کیوں دے دیا۔ ۴۔ یعنی اللہ کی قسم کھاؤ اور یہ اس لئے فرمایا کہ پہلی بار دھوکہ دیا جا چکا تھا' اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت قسم کھانا اور قسم کھلانا دونوں جائز ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ آئندہ پیش آنے والے واقعہ اور بنیامین کے روک لئے جانے سے خبردار ہیں' یعنی اگر بنیامین کا لانا تمہارے قبضہ سے باہر ہو جائے تو خیر ۶۔ یعنی تمہاری قسم کھانے کے بعد بھی میرا بھروسہ اللہ پر ہے' نہ کہ کسی اور پر' اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے معنی یہ ہیں کہ اسباب پر عمل کرے اور مسبب الاسباب پر نظر رکھے ۷۔ یعنی شہر مصر میں' اس وقت مصر کے چار دروازے تھے' یہ اس لئے فرمایا تا کہ نظر بد سے محفوظ رہیں' پہلی دفعہ اس لئے نہ فرمایا تھا کہ اس وقت مصر والوں کو پتہ نہ تھا کہ یہ ایک ہی باپ کی اولاد ہیں' یہ لوگ خوبصورت جوان تھے اور پہلی بار بادشاہ کے منظور نظر رہنے کی وجہ سے لوگوں میں مشہور بھی ہو چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نظر حق ہے اور اس میں اثر ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر بد سے بچنے کی تدبیر کرنا سنت پیغمبر ہے ۸۔ یعنی یہ مشورہ نظر بد سے بچنے کی تدبیر ہے اور تدبیر تقدیر کو نہیں بدل سکتی تفسیر خازن نے فرمایا کہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ بنیامین اس حیلہ سے یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہیں' اس طرح کہ وہ لوگ دو' دو ہو جائیں' اور بنیامین اکیلے رہ جائیں تو انہیں یوسف علیہ السلام رکھ لیویں اس سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے واقف تھے' ۹۔ یعنی حکم تکوینی صرف اللہ کا ہے

إِلَيْنَا وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ

کر دی گئی ۲ اور ہم اپنے گھر کے لئے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں ۳ اور ایک اونٹ

ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ

کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں ۴ کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ

تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ

نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو ۵ کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر یہ

بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ

کہ تم گھر جاؤ ۶ پھر جب انہوں نے یعقوب کو عہد دے دیا کہا اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر

وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ

جو ہم کہہ رہے ہیں ۷ اور کہا اے میرے بیٹو ایک دروازے سے نہ داخل ہونا

وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ

اور جدا جدا دروازوں سے جانا ۸ میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں

اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَ

سکتا ۹ حکم تو سب اللہ ہی کا ہے ۱۰ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور

عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ

بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں

حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ

سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا ۱۱ وہ کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا ۱۲

مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ

ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی ۱۳ جو اس نے پوری کر لی' اور بیشک

لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

وہ صاحب علم ہے ۱۴ ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۵

کوئی اس کا شریک نہیں' دنیا کے حکام مجازی طور پر قانونی حکم کے رب کی طرف سے مختار ہیں' لہٰذا اس آیت پر کچھ اعتراض نہیں' رب فرماتا ہے کہ اگر خاوند و بیوی میں کچھ جھگڑا ہو جاوے تو فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ایک حکم مرد کی طرف سے ایک عورت کی طرف سے بھیجو' وہ آیت اس کے خلاف نہیں ۱۰۔ یعنی فرزندان یعقوب علیہ السلام اپنے والد کے حکم کے مطابق علیحدہ علیحدہ دروازوں سے شہر میں داخل ہوئے' معلوم ہوا کہ باپ کی فرمانبرداری رب کو بڑی پیاری ہے کہ ان کی اس فرمانبرداری کا بمحبت سے ذکر فرمایا ۱۱۔ یعنی تدبیر تقدیر کو نہیں بدل سکتی' ہاں بزرگوں کی دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں آدم علیہ السلام کی دعا سے' داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ سال کے سو برس ہو گئی' بلکہ دعا خود تقدیر ہے' قرآن فرما رہا ہے کہ شیطان کی دعا سے اس کو عمر دراز دی گئی ۱۲۔ یعنی بنیامین کا یوسف علیہ

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ

اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی ۱؎ کہا یقین جان میں

اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

ہی تیرا بھائی ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا ۲؎ پھر جب ان کا سامان

بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ

مہیا کر دیا پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا ۳؎ پھر ایک منادی نے

مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا

ندا کی اے قافلہ والو بے شک تم چور ہو ۴؎ بولے اور ان کی طرف

عَلَیْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ

متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے بولے بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا ۵؎

وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ

اور جو اسے لائے گا اسکے لئے ایک اونٹ کا بوجھ ہے ۶؎ اور میں اس کا ضامن ہوں ۷؎

لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا

بولے خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم

سٰرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۷۴﴾

چور ہیں ۸؎ بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو ۹؎

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ

بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے ۱۰؎ ہمارے

نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ

یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے ۱۱؎ تو اول ان کی خرجیوں سے تلاشی شروع کی اپنے

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ

بھائی کی خرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا ۱۲؎ ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی ۱۳؎

(بقیہ صفحہ ۳۸۷) السلام سے ملا دینا آپ کی خواہش تھی جسے آپ نے اس تدبیر سے پورا کرلیا' یعقوب علیہ السلام بڑے علم والے ہیں' ۱۳۔ یعنی یوسف علیہ السلام کے گزشتہ اور آئندہ تمام حالات کا انہیں علم ہے اور کیوں نہ ہو حضرت یعقوب خود ہی یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر میں فرما چکے ہیں وَكَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ الخ ۱۴۔ یعنی اللہ کے پیاروں کے علوم کا اکثر لوگ انکار کرتے ہیں' وہ یہی کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام بے خبر تھے

۱۔ ان حضرات نے یوسف علیہ السلام کو خبر دی کہ ہم بنیامین کو لے آئے' آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا' پھر ان سب بزرگوں کی شاندار مہمانی فرمائی۔ علیحدہ دسترخوان بچھائے۔ ہر دسترخوان پر دو صاحبوں کو بٹھایا۔ بنیامین اکیلے رہ گئے تو رو پڑے دل میں سوچا کہ اگر آج یوسف علیہ السلام ہوتے تو میرے ہمراہ بیٹھتے' یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا کہ تم اکیلے رہ گئے آؤ میرے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو ۲۔ یوسف علیہ السلام نے کھانا ملاحظہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمہارے بھائی کی جگہ ہو جاؤں تو کیسا' بنیامین نے عرض کیا کہ آپ جیسا بھائی کسے میسر ہو سکتا ہے' مگر یعقوب علیہ السلام کا نور نظر ہونا اور راحیل کا لخت جگر ہونا آپ کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے' اس پر یوسف علیہ السلام رو پڑے اور چپکے سے فرمایا میں یوسف ہوں' مگر راز ظاہر نہ کرنا بنیامین سن کر بے خود ہو گئے اور عرض کیا کہ اب میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا' آپ نے فرمایا کہ تمہیں روکنے کی کوئی صورت نہیں' اس کے سوائے کہ کوئی ناپسندیدہ بات تمہاری طرف منسوب کی جائے۔ بنیامین نے عرض کیا کوئی مضائقہ نہیں (خزائن العرفان) تب اگلا واقعہ پیش آیا' اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوا' اس میں بنیامین کو ذلیل کرنا مقصود نہ تھا معاذ اللہ ۳۔ غلہ میں پیمانہ یا تو خود رکھ دیا' یا کسی سے رکھوا دیا۔ پھر محافظ سامان سے پیمانہ طلب فرمایا' اس نے ڈھونڈا مگر نہ پایا تو دوڑا ہوا اس قافلہ کی طرف گیا اور یہ کہا' وہ سمجھا کہ ابھی انہیں کو ناپ کر غلہ دیا ہے یہ ہی لوگ لے گئے ہوں گے ۴۔ یہ کلام یوسف علیہ السلام کا نہیں' ورنہ جھوٹ ہوتا۔ بلکہ بلانے والے کا کلام ہے' وہ اصل واقعہ سے بے خبر تھا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ جو بادشاہ کے پانی پینے کا تھا' جواہرات سے جڑا ہوا' اس وقت اس سے غلہ ناپ کر دیا جاتا تھا' یہ پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کنعان کے راستہ پر چل پڑا ۶۔ یعنی جو کوئی وہ پیالہ لاوے اسے ایک اونٹ غلہ انعام دیا جاوے گا' آج کل گمشدہ چیز کی تلاش پر انعام کا اعلان کرتے ہیں' اس کا ماخذ یہ آیت ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ مال کی ضمانت یا کفالت جائز ہے اور لفظ زعیم سے ضمانت ہو جاتی ہے۔ آج بھی ضامن بن جانے کا رواج ہے۔ اس کا ماخذ یہ آیت کریمہ ہے ۸۔ کیونکہ ہم دوبار مصر آچکے ہیں۔ تم نے ہمارا تقویٰ و طہارت آزمالیا' ایسے متقی لوگ چور نہیں ہوتے' ہم تو چوری کا چارہ بھی اپنے اونٹوں کو نہیں دیتے۔ گھر سے اپنے لئے کھانا' سواریوں کے لئے چارہ لے کر چلتے ہیں ۹۔ یعنی اگر تمہارے پاس چیز نکل آئے تو تم اپنی سزا خود تجویز کرو' اس سے معلوم ہوا کہ کسی جرم پر سزا آپس میں طے کر لینا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ سزا خلاف شرع نہ ہو' ۱۰۔ یعنی دین یعقوبی میں چوری کی سزا یہ ہے کہ مالک مال چور کو جب تک چاہے اپنا غلام بنا کر رکھے مگر وہ اس کو فروخت کرنے کا حق نہ رکھتا تھا صرف اس سے خدمت لیتا تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے درست ہیں کیونکہ یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو روکنے کا ایک حیلہ ہی اختیار فرمایا اور یہ بالکل

(بقیہ صفحہ ۳۸۸) جائز حیلہ تھا کسی پر ظلم نہ تھا' رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو ایک حیلہ کی تعلیم فرمائی تھی کہ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا الخ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار دو ۱۲۔ خیال رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس حیلہ میں نہ تو جھوٹ بولا کیونکہ آپ کے خادم نے کہا تھا کہ تم چور ہو نہ کہ آپ نے اور خادم بے خبر تھا' نہ آپ نے بھائی کو چوری کا بہتان لگایا' بلکہ جو کچھ کیا گیا خود بنیامین کے مشورہ سے کیا گیا' اسی لئے رب نے اس کی تعریف فرمائی اور فرمایا كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ یہ تدبیر یوسف کو ہم نے سکھائی کہ انہوں نے اس معاملہ میں پہلے بھائیوں سے قانون پوچھ لیا اور بنیامین کا روکنا آسان ہو گیا' راز بھی فاش نہ ہوا ورنہ مصر کا قانون چور کو مارنا' اور اس سے دوگنا مال وصول کرنا تھا۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ انبیاء کے کام درپردہ رب کے کام ہوتے ہیں' ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' دیکھو بنیامین کو روکنے کا یہ حیلہ یوسف علیہ السلام نے کیا' مگر رب نے فرمایا کہ یہ سب کچھ انہیں ہم نے سکھایا

مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ

بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے مگر یہ کہ خدا

اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ

چاہے ہم جسے چاہیں درجوں میں بلند کریں اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا

عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

ہے بھائی بولے اگر یہ چوری کرے تو بیشک اس سے پہلے اس کا بھائی چوری کر چکا

فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

ہے تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا

بدتر جگہ ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو بولے

یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا

اے عزیز اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے تو ہم میں اس کی جگہ

مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

کسی کو لے لو بیشک ہم تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں کہا خدا کی پناہ

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا

کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا جب تو ہم ظالم

لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَایْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ؕ قَالَ

ہوں گے پھر جب اس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے ان کا بڑا

كَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا

بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا

مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی تو میں یہاں

ع ۹ ۱۱ ۲

ا۔ یعنی اگر یوسف علیہ السلام پہلے ہی بھائیوں سے یہ سزا طے نہ کر لیتے تو مصری قانون سے بنیامین کو نہ روک سکتے تھے۔ ان کا قانون چور کو غلام بنا لینے کا نہ تھا۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے سارے بھائی عالم دین تھے مگر یوسف علیہ السلام ان سب سے زیادہ عالم تھے' دوسرے یہ کہ علم دین بلندی مرتبہ کا ذریعہ ہے عالم غیر عالم سے افضل ہے۔ ۳۔ یعنی اولاً "تو بنیامین نے چوری نہیں کی غلطی سے پیالہ ان کے سامان میں پڑ گیا ہوگا۔ اور اگر واقعی چوری کی ہے تو ہم نے مشورہ نہیں دیا ہم اور ماں کے شکم سے ہیں' یہ دوسری ماں کے شکم سے' ان کے سگے بھائی یوسف علیہ السلام نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی ۴۔ اس طرح کہ یوسف علیہ السلام نے بچپن شریف میں اپنے نانا کا بت چرا لیا تھا اور اسے توڑ کر نجاست میں ڈال دیا تھا۔ یہ درحقیقت بت پرستی سے روکنا تھا نہ کہ چوری' انہوں نے بطور طعن یہ کہا ۵۔ کہ یوسف علیہ السلام کے اس مبارک کام کو چوری کہتے ہو اور جو کچھ تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا اس پر شرمندہ نہیں ہوتے' خیال رہے کہ جو کوئی بت چرائے یا توڑ دے یا طبلہ' سارنگی وغیرہ چرائے یا توڑ ڈالے اس کے ہاتھ نہ کٹیں گے کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے کفر یا فسق مٹانے کے لئے یہ کام کیا چوری کرنا مقصود نہ تھا۔ ۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ واقعہ وہ نہیں جو تم کہتے ہو' نہ یوسف علیہ السلام نے چوری کی تھی اور نہ بنیامین نے' وہ بت شکنی تھی اور یہ بنیامین کو روکنے کی تدبیر ۷۔ جو یوسف علیہ السلام کے فوت ہو جانے سے بہت غمگین رہتے ہیں اور بنیامین سے تسکین حاصل کرتے ہیں بنیامین کے یہاں رک جانے سے وہ بہت بے قرار ہو جائیں گے کیونکہ ان کا رہا سہا سہارا بھی جاتا رہے گا ۸۔ کیونکہ قانون اور چیز ہے اور مہربانی کچھ اور مہربانی قانون سے اوپر ہے' اس سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کے دین میں چوری کی سزا حق العبد تھی نہ کہ حق اللہ ورنہ وہ اس معافی کی سفارش نہ کرتے ہماری شریعت میں بھی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے چوری حق العبد ہوتی ہے اور حاکم کے پاس پہنچ کر حق اللہ بن جاتی ہے کہ پھر بندہ معاف نہیں کر سکتا ۹۔ کیونکہ ہم کو رب کی طرف سے بنیامین کو روکنے کا حکم ہوا ہے' نیز ہم نے بنیامین سے ہی روک لینے کا وعدہ کیا ہے اب اگر ہم ان کو چلا جانے دیں اور تم کو رکھ لیں تو رب کے الہام کی مخالفت کریں گے اور بنیامین سے وعدہ خلافی کیونکہ اس وقت چوری کی سزا حق العبد تھی' جسے بندہ معاف کر سکتا ہے ۱۰۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کی خبر یعقوب علیہ السلام نے چلتے وقت اشارۃً دے دی تھی کہ فرما دیا تھا اِلَّاۤ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ مگر یہ کہ تم سب گھر جاؤ' دیکھو نبی کی نظر کہاں ہوتی ہے ۱۱۔ کہ بنیامین کی حفاظت کرنا اور بخیریت اپنے ساتھ لانا' ہم نے ان کی حفاظت نہ کی۔ ورنہ سامنے کھڑے ہو کر ان کی خورجی بھرواتے اور بند کرواتے' تاکہ پیالہ اس سے نہ نکلتا اور نہ وہ بنیامین کو روک سکتے' یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہم پہلے ہی بدعہدی کر چکے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جرم پر شرمندہ ہونا توبہ کی اصل ہے' یہ لوگ گزشتہ واقعہ پر نادم

أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتّٰى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِي

سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے لے

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِينَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوا إِلٰى أَبِيكُمْ فَقُولُوا يٰا أَبَانَا

اور اس کا حکم سب سے بہتر اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو کہ اے ہمارے باپ

إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا

بیشک آپکے بیٹے نے چوری کی ۲ اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے

لِلْغَيْبِ حٰفِظِينَ ﴿۸۱﴾ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَ

علم میں تھی اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے اور اس بستی سے پوچھ دیکھئے جس میں ہم تھے ۳ اور

الْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ

اس قافلے سے جس میں ہم آئے اور ہم بے شک سچے ہیں ۴ کہا تمہارے نفس

سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللّٰهُ

نے تمہیں کچھ حیلہ بنا دیا ۵ تو اچھا صبر ہے قریب ہے کہ اللہ

أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۸۳﴾

ان سب کو مجھ سے لا ملائے ۶ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰا أَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ

اور ان سے منہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں

عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا

غم سے سفید ہو گئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا ۷ بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ

تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتّٰى تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ

یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کنارے جا لگیں یا جان سے

الْهٰلِكِينَ ﴿۸۵﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ

گذر جائیں ۸ کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں ۹

(بقیہ صفحہ ۳۸۹) ہوئے۔ اس لئے معافی مل گئی' توبہ کے لئے فقط توبہ توبہ بولنا ضروری نہیں' جو لفظ یہ معنی دے دے وہ توبہ ہے' ان حضرات کا دل میں یہ سوچنا ہی توبہ تھا۔ اب جو انہیں برا کہے وہ ظالم ہے۔

ا۔ یعنی مصر ہی میں رہوں گا تاوقتیکہ یا تو ابا جان مجھے کنعان آنے کی اجازت دے دیں' یا بادشاہ مصر بنیامین کو چھوڑ دے' اب میں ان کے سامنے کس منہ سے جاؤں۔ یہ یہودا کا کلام ہے' جو ان سب میں عمر میں بڑے تھے' بعد میں یہ ہی یعقوب علیہ السلام کے پاس یوسف علیہ السلام کی خوشخبری لے کر گئے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ گفتگو روبیل کی ہے' جو عقل میں ان سب میں بڑے تھے۔ ۲۔ یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی' اس لئے آگے فرماتے ہیں کہ ہم غیب کے نگہبان نہیں' رب جانے واقعہ میں وہ چور ہیں کہ نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے پاس مال برآمد ہو جانے پر بھی دیکھنے والا یقین سے اسے چور نہیں کہہ سکتا۔ حاکم بھی تحقیق کے بعد ہاتھ کاٹنے کا حکم دے۔ محض مال برآمد ہو جانے پر ہاتھ نہ کٹوا دے ۳۔ معلوم ہوا کہ عربی زبان میں قریہ شہر کو بھی کہتے ہیں' دیکھو انہوں نے مصر کو قریہ کہا۔ لہٰذا جہاں جمعہ کے لئے قریہ استعمال ہوا وہاں معنی شہر ہیں اور جمعہ گاؤں میں نہیں ہو سکتا۔ ۴۔ چونکہ ایک دفعہ پہلے یہ حضرات غلط بیانی سے کام لے چکے تھے اس لئے اب انہیں خیال تھا کہ ابا جان کو ہمارے سچ کا بھی اعتبار نہ ہو گا اس لئے کہا کہ مصر والوں سے پوچھ لیجئے' انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ سوچ کر بولے' ۵۔ اس اَنْفُسُكُمْ میں یوسف علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کرنے میں بھی میرے بیٹوں ہی نے حیلہ کیا تھا اور بنیامین کو بھی جدا کرنے میں میرے بیٹے یعنی یوسف علیہ السلام نے حیلہ کیا۔ ورنہ بنیامین بھلا کیسے چوری کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام' یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے' اور اَنْفُسُكُمْ جمع فرما کر یہ بتایا کہ نہ تم بادشاہ کو ہمارا قانون بتاتے' نہ بنیامین وہاں روکے جاتے' کیونکہ ان کے قانون میں چوری کی یہ سزا نہیں تھی ۶۔ اس سے پتہ لگا کہ یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ بنیامین حضرت یوسف کے پاس مصر میں ہیں' کیونکہ ۔ھم جمع کے لئے آتا ہے۔ جو کم از کم تین پر بولی جاتی ہے' اور وہاں یہودا ہی رہ گئے تھے لہٰذا تیسرے یوسف علیہ السلام ہی ہوئے آپ کو یہ بھی خبر تھی کہ عنقریب وہ سب مجھ سے ملیں گے یاتینی کے معنی یہ نہیں کہ وہ لوگ مجھ سے ملنے کنعان میں آئیں گے بلکہ معنی یہ ہیں کہ مجھ سے ملنے آئیں گے اور ایسا ہی ہوا کہ جب یعقوب علیہ السلام مصر تشریف لے گئے تو یوسف علیہ السلام اور بنیامین آپ کے استقبال کے لئے شہر سے باہر تشریف لائے' ۷۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیاروں کے فراق میں رونا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی نابینا ہو سکتے ہیں' یعقوب علیہ السلام اسی برس تک لگاتار روتے رہے حتیٰ کہ بینائی جاتی رہی' اور یوسف علیہ السلام کی قمیص ڈالنے پر آنکھیں روشن ہوئیں' رب فرماتا ہے فَارْتَدَّ بَصِيرًا جیسے شعیب علیہ السلام خوف الٰہی میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے (روح) تیسرے یہ کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ گریہ و زاری بظاہر یوسف علیہ السلام کے فراق میں تھی اور در پردہ عشق الٰہی میں تھا۔ یہ محبت اسی حقیقی عشق کا ذریعہ بن گئی۔ (روح) ورنہ آپ یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے۔ خود فرما چکے تھے کہ اللہ مجھے ان سے ملائے گا' چوتھے یہ کہ جس رونے میں نوحہ نہ ہو' وہ منع نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی وفات پر آنسوؤں سے روئے تھے ۸۔ یہ عرض و معروض آپ کے صاحبزادوں اور دیگر اہل قرابت نے کی یہ ملامت نہ تھی بلکہ آپ کے حال پر ترس کھا کر صبر دینے کی تھی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا صبر

(بقیہ صفحہ ۳۹۰) کے خلاف نہیں' ہاں بے صبری کے کلمات منہ سے نکالنا' یا لوگوں سے شکوے کرنا' بے صبری ہے۔ یعقوب علیہ السلام اسی برس تک روئے' مگر ایک بار بھی کوئی بے صبری کی بات منہ شریف سے نہ نکلی

ا۔ مجھے خبر ہے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں' بخیریت ہیں اور مجھ سے ملیں گے' ایک بار آپ نے ملک الموت سے بھی پوچھا تھا کہ کیا تم نے میرے یوسف کی روح قبض کرلی ہے' انہوں نے کہا تھا نہیں' نیز جبریل امین سے بھی دریافت فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی عرض کیا تھا کہ وہ بخیریت ہیں (روح و خزائن العرفان) نیز یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر بھی خود آپ ہی دے چکے تھے۔

وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا

اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۱ اے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے

مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ

بھائی کا سراغ لگاؤ ۲ اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو

اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ ۳

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا

پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت

الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

پہنچی ۴ اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں ۵ تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

ہم پر خیرات کیجئے ۶ بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ۷

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ

بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا ۸ جب

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ

تم نادان تھے ۹ بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں کہا

اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِيْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ۱۰ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا ۱۱ بیشک

يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا ۱۲

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

بولے خدا کی قسم بیشک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بیشک ہم خطاوار تھے ۱۳

۲۔ یعنی بنیامین جہاں ہیں وہاں یوسف علیہ السلام ہیں' معلوم ہوا کہ آپ اصل حال سے خبردار ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ تلاش محبوب کے لئے سفر کرنا سنت انبیاء ہے یعقوب علیہ السلام نے بچوں کو تلاش یوسف کے لئے سفر کا حکم فرمایا' لہٰذا بزرگان دین سے ملاقات کے لئے سفر خواہ ان کی زندگی میں ہو یا بعد وفات عرس وغیرہ پر جائز ہے ۳۔ یہاں کافر سے مراد ناشکرے اور بے صبر لوگ ہیں' رب فرماتا ہے' وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کبھی قبولِ دعا یا حصولِ مدعا میں دیر لگے تو آدمی تنگدل نہ ہو ۴۔ یہ تیسری بار بھائیوں کی حاضری ہے جس کا مقصد غلہ حاصل کرنا بھی تھا اور تلاش یوسف علیہ السلام بھی' کیونکہ یعقوب علیہ السلام نے اس کا حکم دیا تھا ۵۔ کچھ اون اور کچھ ردی کھوٹے درم جسے تاجر قبول نہ کریں' بعض روایات میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ایک خط بھی تحریر فرما کر فرزندوں کے حوالہ کیا۔ جس میں بادشاہ مصر یعنی یوسف علیہ السلام کی طرف بہت دردناک مضمون تحریر فرمایا یہ مضمون روح البیان وغیرہ میں درج ہے' ۶۔ یہاں صدقہ سے مراد کھوٹی پونجی لے کر غلہ دینا ہے' جیسے کہ حدیث شریف میں مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنے کو صدقہ فرمایا گیا۔ شرعی صدقہ زکوٰۃ وغیرہ مراد نہیں کیونکہ انبیاء کرام شرعی صدقہ نہیں کھاتے اور اگر یہ مراد ہوتی تو اپنی کھوٹی پونجی کا ذکر نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ صدقہ کبھی مہربانی پر بولا جاتا ہے بلکہ ہر وہ کام جس پر ثواب ملے' صدقہ ہے' جیسے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنے کو صدقہ کہا گیا ہے ۷۔ بھائیوں کا یہ حال سن کر یوسف علیہ السلام پر گریہ طاری ہو گیا' اور آنکھوں مبارک سے آنسو جاری ہو گئے (خزائن العرفان) پھر آپ نے حسب ذیل سوال فرمایا ۸۔ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنا اور بنیامین کو بھائی سے اکیلا کر دینا' ورنہ ان بزرگوں نے بنیامین کو براہ راست کوئی تکلیف نہ دی تھی ۹۔ یعنی اپنے اور میرے انجام سے بے خبر تھے' یہ

فرمان مہربانی کے طور پر ہے' نہ کہ عتاب کے طور پر' یہ فرما کر آپ مسکرائے' آپ کے دانتوں کا نور دیکھ کر بھائیوں نے آپ کو پہچانا اور بولے ۱۰۔ یہ حضرات پہلے دوبار میں دربار یوسفی میں پہنچ کر بھی یوسف علیہ السلام کے پاس نہ پہنچے' انہیں نہ پاسکے آج اپنی بے کسی دکھائی، عجز و انکسار اختیار کیا تو یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے' دربار محمدی کا بھی یہی حال ہے' رب فرماتا ہے' وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ الخ وہاں بھی جَآءُوْكَ سے یہی آنا مراد ہے ۱۱۔ یعنی سگا بھائی' یا وہ بھائی جس پر اللہ نے احسان فرمایا ورنہ بھائی تو یہ بھی تھے ۱۲۔ ہم سے مراد خود اپنی ذات مبارک اور بنیامین ہیں۔ احسان سے مراد بچھڑوں کا بخیریت مل جانا اور زمانہ مصیبت میں صبر و شکر کرنا ہے' ورنہ تمام بھائیوں کو اللہ نے ایمان و تقویٰ طہارت بخشی غرضیکہ احسان خصوصی مراد ہے ۱۳۔ اس کا ثبوت ہمارا یہ واقعہ ہے کہ رب نے

(بقیہ صفحہ ۳۹۱) عزت کے ساتھ بچھڑوں کو ملا دیا ۱۴؎۔ یہ الفاظ ان بزرگوں کی توبہ کے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات نے جو کچھ کیا تھا یوسف علیہ السلام کی دشمنی میں نہ کیا تھا۔ بلکہ ان کی مخالفت میں کیا۔ کیونکہ نبی کی دشمنی کفر و ارتداد ہے اور مرتد سے تجدید ایمان کرائی جاتی ہے صرف معمولی توبہ نہیں کرائی جاتی' اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ حضرت علی کے دشمن نہ تھے۔ خون عثمانی کی وجہ سے مخالف تھے۔ دشمنی اور مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے' اختلاف رائے نبی کی بھی کفر نہیں' اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ رائے دیں' تو اس پر عمل ضروری نہیں' ان کا حکم ماننا فرض ہے' خیال رہے کہ یہاں خطا سے مراد عمد کا مقابل نہیں' بلکہ خطا رائے مراد ہے۔ یعنی جو ہم نے رائے قائم کی تھی وہ غلط تھی۔

قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ ۫ وَ هُوَ

کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے ۱؎ اور وہ سب

اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ

مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے میرا یہ کرتا لے جاؤ ۲؎ اسے میرے باپ کے منہ

عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ وَ اْتُوْنِیْ بِاَهْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۳﴾

پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی ۳؎ اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ

جب قافلہ مصر سے جدا ہوا ۴؎ یہاں ان کے باپ نے کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں

لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ

اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے ۵؎ بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی

الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰی وَجْهِهٖ

میں ہیں ۶؎ پھر جب خوشی سنانے والا آیا ۷؎ اس نے وہ کرتا یعقوب

فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ ۚۙ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ

کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں ۸؎ کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا

معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۹؎ بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی

ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ

مانگئے بے شک ہم خطا دار ہیں ۱۰؎ کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے

رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی

چاہوں گا۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۱۱؎ پھر جب وہ سب یوسف کے

یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ

پاس پہنچے ۱۲؎ اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی ۱۳؎ اور کہا مصر میں داخل ہو

۱؎ برادران یوسف علیہ السلام کے ذمہ حق العبد اور حق اللہ دونوں تھے۔ یوسف علیہ السلام نے حق العبد کو تو خود معاف فرمادیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فرما کر' اور حق اللہ کی معافی کے لئے دعا فرمادی کہ اللہ تمہیں معاف کرے' پیغمبر کی دعا قبول ہوتی ہے' رب تعالیٰ نے ان کی دعا کا بغیر تردید ذکر فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان سب بھائیوں کی مغفرت ہوگئی ۲؎۔ ظاہر یہ ہے کہ اس قمیص سے مراد وہی کرتہ ہے جو آپ اس وقت پہنے ہوئے تھے' اور اس اضافت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرتے میں اس لئے شفا امراض کی تاثیر پیدا ہوئی' کہ اسے میرے جسم سے مس ہو گیا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کی تھی جو منتقل ہوتی ہوئی آپ تک پہنچی تھی ۳؎۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام روتے روتے نابینا ہو چکے تھے' ورنہ اب آنکھیں کھل جانے اور ان کے انکھیارا ہو جانے کی کیا وجہ۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات' ان کے جسم سے چھوئی ہوئی چیزیں بیماریوں کی شفا' دافع بلا مشکل کشا ہوتی ہیں' تو خود وہ حضرات یقیناً" دافع بلا' و مشکل کشا ہیں' رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام سے فرمایا تھا' اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ۔ اپنا پاؤں زمین پر رگڑو' اس سے پانی کا چشمہ پھوٹے گا' اسے پیو اور غسل کرو' شفا ہوگی' مدینہ پاک کی مٹی خاک شفا ہے کہ اسے حضور کے قدم سے مس نصیب ہوا ۴؎۔ یہ کلام آپ نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا' ورنہ تمام فرزند تو اس وقت مصر میں تھے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے جسم شریف میں کوئی خاص مہک اور خوشبو تھی دوسرے یہ کہ پیغمبر خدا کی طاقت سے دیکھتے' سنتے اور سونگھتے ہیں' سینکڑوں میل دور سے آپ یہ خوشبو سونگھ رہے تھے جو آپ کی قمیص میں بس گئی تھی جیسے ہمارے حضور کے پسینہ شریف میں گلاب کی خوشبو تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی میل سے چیونٹی کی آواز سن لی' تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کی صفات کا اظہار ہروقت نہیں ہوتا۔ یہ تو بجلی کی چمک کی طرح ہے کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ ۵؎۔ یعنی چونکہ آپ کو ہروقت یوسف علیہ السلام کا خیال رہتا ہے اس لئے یہ خیال بندھ گیا' ورنہ انہیں وفات پائے عرصہ گزر چکا۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ ضلال کے معنی صرف گمراہی نہیں' اور بہت سے معنی بھی ہیں ۶؎۔ یعنی یہودا یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی' یہ ہی یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص لائے تھے' اور انہوں نے ہی کہا تھا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا ان کی مرضی تھی کہ آج یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خبر بھی میں ہی پہنچاؤں تا کہ یہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے' یہودا کی خوشی کا یہ حال تھا کہ سر اور پاؤں سے ننگے اسی ۸۰ کوس تک بھاگتے چلے آئے مصر سے جو کھانا راستہ کے لئے لائے تھے۔ وہ بھی راہ میں پورا نہ کھایا (خزائن العرفان)

(بقیہ ۳۹۲) ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیماروں پر بزرگوں کے تبرکات ڈالنا چھڑکنا سنت پیغبر ہے مردے کے کفن میں کلمہ شریف لکھ کر رکھنا' یا پیر کی قمیص' تہبند رکھنا اس آیت سے مستنبط ہو سکتا ہے' کیونکہ یہ تبرکات بڑی بڑی مشکل حل کر دیتے ہیں ۸۔ یعنی میں جانتا تھا کہ وہ زندہ اور بخیریت ہیں بلکہ ان کی ہر حالت سے خبردار تھا ۹۔ قالوا کے جمع فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر صرف یہودا نہ آئے تھے' بلکہ دسوں بھائی آئے تھے مگر پہلے خوشخبری یہودا نے سنائی تھی' چونکہ ظلم کی معافی کے لئے شرط یہ ہے کہ مظلوم معاف کرے' اس لئے ان صاحبوں نے یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی یعنی ہم کو آپ بھی معاف فرما دیں'

شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا

اللہ چاہے تو امان کے ساتھ لہ اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے

لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ

لئے سجدہ میں گرے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے

قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ

بیشک اسے میرے رب نے سچا کیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید

مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اسکے کہ شیطان نے مجھ

نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ

میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرادی تھی بے شک میرا رب جس بات کو

لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ

چاہے آسان کردے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے اے میرے رب بیشک

مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ

تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ

اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ

مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں یہ کچھ غیب کی

اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا

خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا

اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ

کام پکا کیا تھا اور وہ داؤں چل رہے تھے اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ

اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کی درخواست فرما دیں ۱۰۔ اس وقت دعا نہ فرمانا اس لئے تھا کہ ابھی دل میں جوش نہ تھا جو قبولیت کے لئے اکسیر ہے یا وقت سحر کا انتظار تھا۔ یا ملاقات یوسف علیہ السلام کا اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ۱۱۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد اور تمام اہل و اولاد کے لانے کے لئے دو سو سواریاں اور بہت سامان بھیجا تھا۔ چنانچہ کل تہتر افراد کنعان سے مصر روانہ ہوئے' جب مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے چار ہزار فوج لے کر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ مصر کے تمام باشندے اس شاندار جشن کے نظارہ کے لئے نکل پڑے اس وقت یعقوب علیہ السلام یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لا رہے تھے' ملاحظہ فرمایا کہ تمام جنگل زرق برق سواروں' ریشمی پھریروں سے بھرا پڑا ہے' پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں' یہودا نے عرض کیا' کہ آپ کے نور نظر یوسف علیہ السلام اور ان کا لشکر ہے جو آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہیں' جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اوپر دیکھئے' تمام وہ فرشتے اس نظارہ کے لئے حاضر ہیں جو آپ کے ساتھ غم میں رویا کرتے تھے۔ یہ دسویں محرم جمعہ کا دن تھا' جب باپ بیٹے قریب ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ تجھ پر سلام ہو اے رنج و غم مٹانے والے' پھر دونوں لپٹ کر خوب روئے' (خزائن العرفان) ۱۲۔ یہاں ماں سے مراد یوسف علیہ السلام کی خالہ لیہ ہیں جو اس وقت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں' یہ ملاقات شہر سے باہر خیمہ میں ہوئی' جو یوسف علیہ السلام نے استقبال کے لئے تیار کرایا تھا

ا۔ پہلے کنعان والوں کو شاہان مصر سے خوف رہتا تھا' اس لئے وہ مصر نہ آتے تھے اسی لئے آپ نے یہ فرمایا اور مصر کا یہ داخلہ پہلی ملاقات کے چند روز بعد ہوا۔ ۲۔ یعنی والدین اور گیارہ بھائی' یہاں سجدہ سے مراد وہی عرفی سجدہ ہے' یعنی پیشانی زمین پر رکھنا۔ بلا دلیل قرآن کی آیات میں تاویل نہیں چاہیے اور یہ سجدہ یوسف علیہ السلام کو تھا نہ کہ رب تعالیٰ کو' جیسا کہ لہ سے معلوم ہوتا ہے' جو مشائخ زمانہ اس آیت سے سجدہ تعظیمی کا جواز ثابت کرتے ہیں' انہیں چاہیے کہ وہ اپنے مریدوں کو سجدہ کیا کریں' مریدوں سے اپنے کو سجدہ نہ کرایا کریں' کیونکہ یہاں یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا ہے' یعنی باپ نے فرزند کو' یا پیر نے مرید کو بہرحال یہ سجدہ تحیہ تھا نہ سجدہ عبادت نہ تعظیمی' دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اور ہاجرہ کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑا بحکم الٰہی' تو یہ حکم خصوصی تھا۔ ان کے دین کا شرعی مسئلہ نہ تھا۔ سجدہ تعظیمی کی کچھ بحث ہم پہلے پارہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کی آیت میں کر چکے ہیں ۳۔ اس سے یہ قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ سجدہ تعظیمی دین یعقوبی میں جائز تھا کیونکہ ان صاحبوں نے صرف اس موقعہ پر یہ ہی ایک سجدہ کیا اور وہ بھی خواب پورا کرنے کو' جیسے کہ حضرت ابراہیم

باقی صفحہ ۹۶۳ پر

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ

لائیں گے اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے ۱؎ یہ تو نہیں مگر

اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ

سارے جہان کو نصیحت اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں

وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا

اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں اور ان میں

يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا

اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ۲؎ کیا اس سے نڈر

اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ

ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے ۳؎ یا قیامت ان پر اچانک

السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ

آجائے اور انہیں خبر نہ ہو تم فرماؤ یہ میری راہ ہے ۴؎

اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَ

میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں ۵؎ دل کی آنکھیں رکھتے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا

ہیں ۶؎ اور اللہ کو پاکی ہے اور میں شریک کرنے والا نہیں ۷؎ اور ہم نے تم سے

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى

پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے ۸؎ جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے نہیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا

ہوا ۹؎ اور بے شک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ کیونکہ انبیاء کرام نبوت اور تبلیغ پر کسی سے کچھ اجرت لینے سے معصوم و محفوظ ہیں ۲۔ شان نزول' یہ آیت کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کو خالق رزاق مان کر بتوں کو پوجتے تھے اور اپنے تلبیہ میں کہتے تھے' تیرا کوئی شریک نہیں' سوائے ایک شریک کے' یعنی لاالہ بھی کہتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے' اور اللہ کو ایک مان کر اس کے بیٹے بیٹیاں مانتے تھے' ۳۔ معلوم ہوا کہ امید اور امن میں بڑا فرق ہے' امید میں خوف رہتا ہے اور امن میں بے خوفی ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ پر امن کفر ہے اور امید ایمان ہے' یہاں عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو اسباب کے ماتحت آوے' جیسے جنگوں میں قتل و قید یا جیسے قحط وغیرہ کیونکہ مافوق الاسباب کے متعلق رب نے وعدہ فرما دیا تھا کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور قیامت سے مراد موت ہے موت ہر شخص کی چھوٹی قیامت ہے' خیال رہے کہ اچانک موت غافل کے لئے عذاب اور مومن عاقل کے لئے رب کی رحمت ہے کیونکہ کافر غافل موت کی تیاری پہلے سے نہیں کرتا اور مومن ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم' داؤد و سلیمان علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی' اچانک موت وہ نہیں جس سے پہلے بیماری نہ ہو بلکہ وہ ہے کہ اس سے پہلے تیاری نہ ہو' ۴۔ یعنی اسلام' اس سے معلوم ہوا کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی اور اولیاء اللہ کا دین ہو جو ان کے خلاف ہو وہ دین حق نہیں آج اہلسنت کے سوا تمام دین اولیاء اللہ کا دین نہیں' لہٰذا وہ باطل ادیان ہیں ۵۔ ان سے مراد صحابہ کرام اور اولیاء عظام ہیں' ہر شخص کو لازم ہے کہ ان کی اتباع کرے رب فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کسی وقت بھی مشرک نہیں ہوتے' نہ ظہور نبوت سے پہلے نہ بعد میں' رب فرماتا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى دوسرے یہ کہ اپنا ایمان چھپانا درست نہیں' ایمان کو اس طرح ظاہر کرو' کہ تمہارے قول و فعل' صورت' سیرت سے تمہارا مومن ہونا ظاہر ہو' کفار کی شکل بنانا بھی اپنا ایمان چھپانا ہے ۷۔ شان نزول کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اللہ نے انسان کو نبی کیوں بنایا' فرشتے نبی بنا کر کیوں نہ بھیجے' ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ اس پر کیا تعجب کرتے ہو' پہلے ہی سے انسان نبی ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ فرشتہ' جن' عورت کبھی نبی نہ ہوئے' البتہ بعض انبیاء کو نبوت بچپن میں ہی عطا ہوئی' رب فرماتا ہے وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت سے مرد افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت' قضاء' امامت مردوں کے لئے خاص فرمائیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی شہروں میں ہوتے ہیں' یعقوب علیہ السلام اور آپ کی اولاد گاؤں کے نہ تھے بلکہ اپنے مال مویشی کی وجہ سے وہاں عارضی قیام پذیر تھے ۸۔ اس میں سوال انکاری ہے کہ مکہ والے اپنے کاروبار تجارت کے سلسلہ میں قوم عاد و ثمود کے اجڑے ہوئے دیار پر گزرتے ہیں اور انہیں یہ بھی خبر ہے کہ وہ سب اپنے نبی کی مخالفت سے ہلاک ہوئے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں خواہ کتنا ہی عیش و آرام سے ہو مگر آخرت کا عیش یہاں سے کہیں زیادہ پائے گا اور کافر اگرچہ کتنا ہی مصیبت میں ہو مگر آخرت کا عذاب سخت تر پائے گا۔ لہٰذا مومن عیش میں بھی دنیا سے بیزار رہتا ہے کافر مصیبت میں بھی دنیا پر فریفتہ ہوتا ہے' اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ دنیا مومن کی جیل ہے کافر کی جنت' اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مومن دنیا میں یقیناً" تکلیف میں رہے اور کافر راحت میں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ اسباب سے ناامیدی بری نہیں، بلکہ بعض وقت ثواب ہے، اللہ تعالیٰ سے ناامیدی بری ہے، اسباب سے ناامیدی اعلیٰ درجہ کا توکل ہے ۲۔ یعنی ان انبیاء کی قوم کے کفار نے گمان کیا کہ نبیوں کی ارشاد فرمائی ہوئی عذاب کی خبریں غلط تھیں، یہ گمان نہ تو نبیوں نے کیا اور نہ ان پر ایمان لانے والوں نے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ رحمت الٰہی کے آنے میں اگر دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگان دین کے قصے ایمان و تقویٰ سکون قلب حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں، دوسرے یہ کہ عقلمند وہ ہی ہے جو ان قصوں سے عبرت حاصل کر کے مومن ہو جاوے۔ کافر خواہ کتنا ہی چالاک ہو، بے وقوف ہے، جو گائے بھینس صرف گوبر پیشاب کرے، دودھ نہ دے، وہ ذبح کے قابل ہے جو عقل صرف دنیا بنائے دین حاصل نہ کرے، وہ ہلاکت کے لائق ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کے بعد کوئی اور نبی و کتاب نہیں آنے والی، کیونکہ قرآن میں کسی کی بشارت نہیں، تصدیق ہے، بشارت آئندہ کی ہوتی ہے، یعنی قرآن کا ایک نفع تو گزشتہ نبیوں کو ہوا۔ کہ اس کی برکت سے تمام دنیا میں ان کی تصدیق ہو گئی، ایک نفع اے محبوب آپ کو ہوا کہ یہ آپ کے لئے تمام علوم غیبیہ کی تفصیل ہے جو لوح محفوظ میں ہے، اور ایک نفع سارے مومنوں کو ہوا کہ انہیں قرآن کے ذریعہ سے ہدایت اور رحمت ملی، خیال رہے کہ قرآن کی ایک ہدایت و رحمت تو عام لوگوں کو ملی یعنی راہنمائی اور غیبی عذابوں سے نجات اور ایک ہدایت و رحمت صرف مسلمانوں کو ملی یعنی مقصود تک پہنچنا اور جنت کا استحقاق، لہٰذا آیت صاف ہے ۵۔ سورہ رعد مکی ہے یعنی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی، سوائے دو آیتوں کے کہ وہ مدنی ہیں، ایک تو لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ دوسرے یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا اس میں چھ رکوع اور ۴۳ آیات آٹھ سو پچیس کلمے تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں بعض علماء نے اس سورت کو مدنی فرمایا ۶۔ تلک میں گزشتہ اور آئندہ ساری آیات کی طرف اشارہ ہے یا سورہ رعد کی آیات کی طرف، کتاب سے مراد قرآن ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث دونوں ہی حق ہیں کیونکہ یہاں وَالَّذِیْۤ اُنْزِلَ فرمایا گیا، حدیث بھی رب کی طرف سے اتری ہوئی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ قرآن میں لفظ بھی رب کے ہیں، حدیث میں لفظ تو حضور کے ہیں اور مضمون رب کا، اس لئے حدیث شریف کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی، مگر احکام شرعیہ کے لئے قرآن و حدیث یکساں رکھتے ہیں، بلکہ وَالَّذِیْۤ سے حدیث شریف مراد ہو تو بہتر ہے کیونکہ کتاب کا ذکر تو پہلے ہو چکا، اب وَالَّذِیْۤ میں کوئی اور چیز چاہیے معطوف ہمیشہ معطوف علیہ سے غیر ہوتا ہے ۸۔ اس طرح کہ کفار میں سے کوئی اسے شعر کہتا ہے کوئی جادو، کوئی کہانت، اس سے معلوم ہوا کہ مؤثر کی تاثیر متاثر کی قابلیت پر موقوف ہے، بارش شور زمین میں سبزہ نہیں اگا سکتی، سورج چمگادڑ کو روشنی نہیں پہنچا سکتا ۹۔ یعنی ایسے ستون نہیں جو تمہیں نظر آئیں، ورنہ آسمانوں کے ستون ہیں، اللہ کی قدرت، عدل و انصاف، اولیاء اللہ، انبیاء کرام یہ اس کے ستون ہیں، یا تم دیکھ رہے ہو کہ آسمان کے ستون نہیں، یا ضمیر ھَا کا مرجع آسمان ہیں، یعنی تم آسمانوں کو دیکھ رہے ہو کہ بغیر ستون قائم ہیں، خیال رہے کہ آسمان بذات خود نظر نہیں آتا۔ شفاف ہے، ہاں اس کے چاند سورج، تارے نظر آرہے ہیں، یہ بالواسطہ آسمان کا نظر آتا ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا

تو کیا تمہیں عقل نہیں یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی ۱ اور لوگ سمجھے

اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ

کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا ۲ اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا

وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ

اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی

فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا

خبروں سے عقلمندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں ۳ یہ کوئی بناوٹ کی بات

یُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ

نہیں لیکن اپنے سے اگلے کلاموں کی تصدیق ہے ۴ اور ہر چیز

كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ۵

ع ۱۲ / ۶

اٰیاتها ۴۳ — ۱۳ سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِیَّةٌ ۹۶ — رکوعاتها ۶

سورۃ الرعد مدنی ہے اس میں ۴۳ آیتیں چھ رکوع اور آٹھ سو پچیس کلمے ہیں ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں ۶ اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾

پاس سے اترا حق ہے ۷ مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۸

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو ۹

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عرش آسمان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہے' علم ہیئت والوں کا قول غلط ہے کہ نویں آسمان کا نام عرش اور آٹھویں کا نام کرسی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش کی پیدائش آسمانوں سے پہلے ہے مگر اس پر استواء اور توجہ فرمانا' آسمانوں کے بعد' رب فرماتا ہے وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہو گیا نہ یہ کہ عرش پر بیٹھ گیا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ عرش پر قبضہ فرمایا یا عرش کو اپنے احکام کا منبع بنایا' اسے انوار کا تجلی گاہ قرار دیا' جیسے کہا جاتا ہے اِسْتَوٰى اَلْمَلِكُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان' بلکہ آسمان میں تارے ایسے گھوم رہے ہیں' جیسے دریا کے پانی میں تیرنے والا' رب فرماتا ہے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ اس گردش سے لوگوں کے فائدے ہیں ۳۔ حقیقتہً مدبر عالم رب تعالیٰ ہے اور مجازاً" اس کے بندے مدبر ہیں' رب تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا بعض اولیاء اللہ تدبیر عالم کرتے ہیں جنہیں تکوینی اولیاء اللہ کہا جاتا ہے ۴۔ پانی پر اس طرح کہ پانی میں گھل نہیں جاتی' ورنہ مٹی پانی میں گھل جاتی ہے نیز جنبش نہیں کرتی' ورنہ پانی پر ہر چیز تیرا کرتی ہے اور تیرنے کو جنبش ضروری ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ لنگر ڈالنے سے زمین کا روکنا اور جنبش سے محفوظ رکھنا مقصود ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ سائنس سیکھنا رب کی قدرتیں معلوم کرنے کے لئے جائز ہے لیکن غلط مسائل سائنس جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں' ان پر اعتقاد کر لینا خرابی ایمان کا باعث ہے غرضیکہ سائنس کو قرآن و حدیث کا خادم بناؤ۔ مقابل نہ بناؤ ۶۔ کھٹے میٹھے' کالے سفید' چھوٹے بڑے' گرم سرد' خشک تر' اس سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں میں بھی رب نے جوڑے رکھے ہیں' علم جہل' ہدایت گمراہی' ایمان کفر وغیرہ یہ سب جوڑے ہی ہیں پھل کے درختوں کا زمین چیر کر اوپر نکلنا' اور درمیان میں چیر کر جڑ کی رگوں کا پھیلانا قدرتی بات ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا عالم معرفت الٰہی کا دفتر ہے مگر سمجھ دار کے لئے' دوسرے یہ کہ فکر اور غور و خوض اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے' ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے ۸۔ اس طرح کہ کوئی حصہ شور ہے کوئی قابل زراعت کوئی پتھریلا ہے کوئی ریتلا' کوئی سفید ہے کوئی سیاہ پھر ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں مخلوط نہیں ہوتے ۹۔ ایسے ہی انسانوں کا حال ہے کہ سب شکل و صورت میں آدمی ہیں' ایک ہی قرآن سب کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ مگر پھر کوئی مومن ہے کوئی کافر' کوئی غافل ہے کوئی عاقل کوئی نبی ہے کوئی ولی وغیرہ وغیرہ ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر آپ کو اس پر تعجب ہے کہ یہ کفار اتنے معجزات دیکھنے کے باوجود آپ کو جادوگر کہتے ہیں نبی نہیں مانتے تو اس سے بڑھ کر قابل تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ میری قدرتوں کو دیکھنے کے باوجود' مجھے دوبارہ عالم بنانے پر قادر نہیں مانتے' غرض یہ ہے کہ آپ ان کے انکار پر تعجب نہ کریں نہ افسوس' ان کی تو عادت ہی یہ ہے' ۱۱۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ہر چیز کی ایجاد مشکل ہوتی ہے اور ایجاد کے بعد بنانا آسان ہے' جب رب نے ہر چیز کی ایجاد فرمائی' تو موت کے بعد اٹھانا کیا مشکل ہے' خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

پھر عرش پر استویٰ فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) ۱ے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ

ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے وعدہ تک چلتا ہے ۲ے اللہ کام کی تدبیر فرماتا ہے ۳ے اور مفصل

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ

نشانیاں بتلاتا ہے کہیں تم اپنے رب کا ملنا یقین کرو اور وہی ہے جس نے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ

زمین کو پھیلایا ۴ے اور اس میں لنگر ۵ے اور نہریں بنائیں اور زمین میں

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ

ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے ۶ے رات سے دن کو چھپا لیتا

النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي

ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو ۷ے اور زمین

الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

کے مختلف قطعے ہیں اور ہیں پاس پاس ۸ے اور باغ ہیں انگوروں کے اور

زَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا

وَّاحِدٍ ۟ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ

جاتا ہے ۹ے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں بیشک اس

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ

میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے اور اگر تم تعجب کرو تو اچنبا

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ

تو ان کے اس کہنے کا ہے ۱۰ے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئے بنیں گے ۱۱ے

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ الْأَغْلٰلُ فِيٓ

وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے ؎۱ اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں

أَعْنَاقِهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝٥

طوق ہوں گے اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اسی میں رہنا ؎۲

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے ؎۳ اور ان سے اگلوں

مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

کی سزائیں ہو چکیں ؎۴ اور بیشک تمہارا رب تو لوگوں کے ظلم پر بھی

لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝٦

انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے اور بیشک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں

رَّبِّهٖ ۗ إِنَّمَآ أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝٧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا

اتری ؎۶ تم تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی ؎۷ اللہ جانتا ہے جو

تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ

کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں ؎۸

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝٨ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ؎۹ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ؎۱۰

الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۝٩ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ

سب سے بڑا بلندی والا برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو

جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝١٠

آواز سے ؎۱۱ اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے

ا۔ رب کے انکار کی چند صورتیں ہیں' اس کی ذات کا انکار' جیسے دہریوں کا عقیدہ' اس کی توحید کا انکار' جیسے مشرکین کا عقیدہ' اس کی صفات کا انکار جیسے جہمیہ کا عقیدہ' اس کے نبیوں کا انکار' جیسے عام کفار کا عقیدہ یا اس کے نبی کی عظمت کا انکار' جیسے نبی کی توہین کرنے والوں کا عقیدہ یہ سب رب ہی کے انکار کی صورتیں ہیں رب فرماتا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ إِذْ قَالُوا مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۲۔ معلوم ہوا کہ گلے میں طوق وغیرہ کا ہونا کفار کے لئے ہو گا' گنہگار مومن اس ذلت و رسوائی سے محفوظ رہیں گے' کیونکہ یہ کفار کا عذاب ہے' کفر کا بدلہ' ایسے ہی ہمیشہ دوزخ میں رہنا یا رسوائی ہونا' یہ سب کفار کے لئے ہے' مومن کا انجام نجات ہے ۳۔ یہاں سیئہ سے مراد عذاب ہے اور حسنہ سے مراد امن و عافیت' استعجال سے مراد وقت سے پہلے مانگنا' یعنی کفار مکہ امن و عافیت کا وقت گزرنے سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں' رب نے کچھ وقت ان کے امن کا رکھا ہے کچھ عذاب کا' جب امن کا وقت گزر جاوے گا تب عذاب آوے گا۔ مگر یہ اس سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں' مذاق اور دل لگی کے طور پر' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ حسنہ سے مراد جنت یا مغفرت نہیں' نہ کفار اس کے مستحق ہیں ۴۔ کہ ہر قوم کو اس کے وقت پر عذاب آیا اور یہ عذاب پیغمبر کے انکار کی وجہ سے آیا' ان چیزوں سے انہیں عبرت پکڑنی چاہیے ۵۔ یہاں ظلمھم سے مراد کفر ہے اور مغفرت سے مراد عارضی معافی یعنی عذاب جلد نہ بھیجنا' لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کہ وہاں مغفرت سے مراد بخشش ہے' اسی لئے یہاں اس آیت میں عذاب کا ذکر ہے' یعنی یہ ڈھیل بھی کفار کے لئے عذاب ہے ۶۔ یعنی وہ معجزات حضور نے کیوں نہ دکھائے جو ہم مانگتے ہیں جیسے احد پہاڑ کو سونے کا بنا دینا مکہ معظمہ میں نہریں نکال دینا عصا موسوی دکھانا وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام عام معجزات دکھاتے ہیں جن سے عام لوگ ان کی نبوت معلوم کریں ہر شخص کا مطلوبہ معجزہ دکھاتے رہنا تو ایک قسم کا کھیل ہے' اس لئے گزشتہ رسولوں نے عمومی معجزات ایک دو دکھائے' ہمارے حضور نے چھ ہزار سے زیادہ معجزات دکھائے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگلے پیغمبر خاص قوم کے خاص جگہ کے خاص وقت تک رسول ہوتے تھے ہمارے حضور کی نبوت ان تمام خصوصیتوں سے پاک ہے جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں' دوسرے یہ کہ آپ کے معجزات بھی عام قوموں کے لئے آئے' چنانچہ قرآن کی ہر آیت معجزہ اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے معجزہ ہے' تمام پیغمبروں کے معجزوں کے قصے رہ گئے حضور کے معجزات موجود ہیں ۸۔ یعنی رب جانتا ہے کہ کس کے پیٹ میں نر ہے کس کے شکم میں مادہ' اور کون بچہ کم مدت میں پیدا ہو گا کون زیادہ میں' انسان کے حمل کی کم مدت چھ ماہ اور زیادہ مدت دو سال ہے جو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو جائے وہ جیتا نہیں' وہ درحقیقت سقط یعنی حمل گر جاتا ہے ہر جانور کے حمل کی مدت علیحدہ ہے ۹۔ اور یہ اندازہ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے تاکہ اس اندازہ کا علم ان بندوں کو بھی ہو جاوے جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے' اس تحریر کا یہ مقصد ہے ۱۰۔ یعنی جو چیزیں تمہارے لئے غیب ہیں یا حاضر وہ سب کو جانتا ہے' ورنہ اللہ کے لئے کوئی چیز غیب نہیں خیال رہے کہ غائب وہ جو کسی حس سے چھپا ہو' جیسے رنگ ناک سے غائب اور خوشبو' بدبو آنکھوں سے پوشیدہ لیکن غیب وہ جو تمام حواس اور بداہت عقل سے پوشیدہ ہو۔ غائب کا مقابل حاضر اور غیب کا مقابل شہادت ہے' یہ بھی خیال رہے کہ سارے غیب و شہادت کا علم رب کی خصوصی صفت ہے کہ کسی کو عطاء نہ ہوئی' بعض غیب و شہادت کا علم وہ ہے جو مخلوق کو

ع ۱

(بقیہ ۳۹۷) بھی دیا گیا۔ لہٰذا یہاں دونوں الف لام استغراقی ہیں اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ ذکر بالجہر رب کو سنانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے غافل دل اور دوسرے غافلوں کو جگانے' عالم کی چیزوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے۔

۱۔ کہ ہر انسان کے ساتھ ساٹھ یا کم و بیش فرشتے حفاظت کے لئے رہتے ہیں' اور ہر بالغ عاقل کے ساتھ دو فرشتے دائیں بائیں نامہ اعمال لکھنے کے لئے رب فرماتا ہے۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ' فجر کی نماز کے بعد رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں' اور عصر کے بعد دن کے فرشتے روانہ ہو جاتے ہیں۔ نیز فجر و عصر میں رات و دن کے

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ
آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے ۱ کہ بحکم خدا اس کی
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
حفاظت کرتے ہیں ۲ بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود
مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ
اپنی حالت نہ بدل دیں ۳ اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے تو وہ پھر نہیں سکتی ۴
وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ
اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں ۵ وہی ہے تمہیں بجلی دکھاتا ہے
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ۚ
ڈر کو اور امید کو ۶ اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے ۷
وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ
اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے ۸ اور فرشتے اس کے ڈر سے ۹
وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ
اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ
يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ ؕ لَهٗ دَعْوَةُ
اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے اسی کا پکارنا
الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ
سچا ہے ۱۰ اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں ۱۱ وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے
لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ
مگر اسی طرح جیسے پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ
وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾
جائے ۱۲ اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے ۱۳

فرشتے جمع ہوتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۲۔ معلوم ہوا کہ محافظ فرشتے ہر انسان کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں' اسی لئے اگر ایک آدمی کو بھی سلام کرنا ہو' تو اسے السلام علیکم جمع کی ضمیر سے بولتے ہیں' تا کہ فرشتوں کو بھی یہ سلام ہو جائے یہ فرشتے جنات و دیگر آفات سے انسان کو بچاتے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی شامت سے عذاب آتا ہے' شیطان کا حال تباہ ہوا نافرمانی کی وجہ سے بلعم باعور نافرمانی سے برباد ہوا۔ قوم داؤد علیہ السلام گناہ کی وجہ سے بندر' سور بن گئی ۴۔ یعنی کسی کافر قوم کو ہلاک کرنا چاہے تو اسے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی' بیماری کا علاج کرنا یا مصیبت میں دعائیں کرنا اس کے خلاف نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ کافروں کا مددگار کوئی نہیں مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے والی' وارث' مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ حمایتی نہ ہونا کفار پر عذاب ہے جس سے مومن محفوظ ہے ۶۔ چمکنے والی بجلی کو برق اور گرنے والی کو صاعقہ کہتے ہیں' بادل کی گرج کو رعد کہا جاتا ہے' برق دیکھ کر بارش کی امید ہوتی ہے اور صاعقہ کا خوف' ایسے ہی برق سے مسافروں کو خوف ہوتا ہے اور گھر والوں کو بارش کی امید سے خوشی ۷۔ اس طرح کہ لاکھوں من پانی' اولا' اور برف ہوا میں اڑتا پھرتا ہے۔ ۸۔ ایک فرشتہ کا نام ہے' جو رب کی تسبیح کرتا ہے' بادل کی گرج سن کر لوگ تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ یا خود گرج رب کی سبوحیت کی دلیل ہے' جو شخص بادل کی گرج کے وقت یہ دعا پڑھ لے تو وہ انشاء اللہ بجلی سے محفوظ رہے گا۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۹۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو بھی خدا کا خوف ہے مگر یہ خوف عظمت بارگاہ اور ہیبت کا ہے' یہی خوف انبیاء کرام کو ہوتا ہے' ہم گنہگاروں کو اس کے عذاب کا ڈر ہے اللہ نصیب کرے' شیطان کو خدا کا خوف ہے مگر بد معاشی کا' اس نے خود کہا تھا۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ غرضیکہ ڈر مختلف قسم کے ہیں اور ہر قسم کا حکم علیحدہ ۱۰۔ یعنی اللہ کی عبادت برحق ہے اور بتوں کی پوجا باطل' یا امداد کے لئے

اللہ کو پکارنا برحق ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا در حقیقت رب کو پکارنا ہے۔ یعنی پوجا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماسواء اللہ کو پکارنا مراد نہیں' اس کا تو رب نے حکم دیا ہے فرماتا ہے۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اور فرمایا وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ ہم نماز میں پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ۱۱۔ یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فقط پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور ہیں' وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے' وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے' رب فرماتا ہے۔ جَآءُوْكَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ۱۳۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی' بلکہ رد کر دی' کیونکہ اس نے

(بقیہ صفحہ ۳۸۹) دوسرے نفخہ تک زندگی مانگی تھی یا یہ معنی ہیں کہ دوزخ میں پہنچ کران کی دعا قبول نہ ہوگی' یا یہ معنی ہیں کہ وہ جو بتوں سے دعائیں مانگتے ہیں' سب برباد ہیں' یا یہ مشرکین جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں' وہ برباد ہے' اس کا کچھ نفع نہیں' بہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں' کفار کی بعض دعاؤں کا قبول ہو جانا اس کے خلاف نہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور خواہ مجبوری سے [۱]

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام [۲] تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ

اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالئے ہیں

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں [۳] تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ

اندھا اور انکھیارا یا کیا برابر ہو جائیں گی اندھیریاں اور اجالا [۴]

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

کیا اللہ کے لئے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انہیں انکا اور

عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

اسکا بنانا ایک سا معلوم ہوا، تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے [۵] اور وہ اکیلا سب پر

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا

غالب ہے اس نے آسمان سے پانی اتارا [۶] تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے [۷] تو پانی کی رو

فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ

اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور جس پر آگ دہکاتے

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ

ہیں [۸] گہنا یا اور اسباب بنانے کو [۹] اس سے بھی ویسے ہی

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ

جھاگ اٹھتے ہیں۔ اللہ بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی یہی مثال ہے تو جھاگ تو پھک

۱۔ مومن خوشی سے منافق مجبوراً اس سے معلوم ہوا کہ نماز سستی سے پڑھنا منافق کی علامت ہے ۲۔ اس طرح کہ ہر ایک کی پرچھائیں صبح کو مغرب کی طرف بڑھتی ہے' اور شام کو مشرق کی طرف۔ پرچھائیں کی یہ حرکتیں رب تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی پرچھائیں حقیقتہً رب تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے تو افسوس ہے کہ بندہ نہ کرے وہ اس پرچھائیں سے بھی بدتر ہوا ۳۔ ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں بڑا فرق ہے۔ اللہ کے دوست ولی اللہ ہیں انہیں ماننا ایمان کی نشانی ہے اور ولی من دون اللہ' اللہ کے وہ دشمن ہیں جنہیں کفار اپنا مددگار مانتے تھے' اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے "وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ" انہیں ماننا کفر ہے قرآن میں جہاں ولی من دون اللہ کی برائی بیان ہوئی وہاں یہی مراد ہے' یا ان جیسی آیتوں میں ان کفار سے خطاب ہے' جنہوں نے اولیاء اللہ کو بجائے اولیاء اللہ ماننے کے اللہ مان لیا' جیسے یہود و نصاریٰ کہ انہوں نے نبیوں کو رب یا رب کا فرزند مانا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ کفر بہت ہیں' ایمان صرف ایک لہٰذا ظلمات جمع اور نور واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے جہان کے کفار ایک مومن کے برابر نہیں ہو سکتے ۵۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خلق پر قادر ہے نہ کہ کسب پر' وہ ہر برائی سے پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال اور اچھی بری چیز کا خالق رب ہے' بری چیز کا پیدا کرنا برا نہیں ۶۔ یعنی آسمان کی طرف سے' یا آسمانی سبب سے' کیونکہ سورج کی گرمی وغیرہ سے سمندر کا پانی گرم ہو کر اوپر اڑتا ہے پھر اوپر کی ٹھنڈک سے بادل بن کر برستا ہے' ورنہ بارش خود آسمان سے نہیں آتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ بارش سمندر سے ہوتی ہے۔ مگر سمندر میں پانی آسمان سے آتا ہے' پانی کا خزانہ سمندر ہے' مگر ٹکسال آسمان' رب فرماتا ہے۔ "وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ" اسی لئے دعا میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں کیونکہ آسمان ہمارے رزق کا اصل خزانہ ہے نہ اس لئے کہ آسمان میں رب رہتا ہے' وہ تو جگہ سے پاک ہے ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب کی دین بہت ہے مگر اس کا لینا اپنے برتن کے مطابق ہے ؂ جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں ایک چھٹانک کے قابل برتن میں ایک من کیسے سمائے ۸۔ جیسے سونا چاندی وغیرہ دھاتیں جن کا زیور بنانے کے لئے انہیں آگ میں تپایا جاتا ہے ۹۔ متاع سے مراد زیور کے علاوہ دیگر استعمال کی چیزیں ہیں۔ جیسے برتن وغیرہ ۱۰۔ خلاصہ مثال یہ ہے کہ باطل اس جھاگ کی طرح ہوتا ہے' جو سیلاب پر' سونا چاندی وغیرہ دھاتوں پر پگھلاتے وقت ہوتا ہے' اور حق اصل متاع یا سونے چاندی کی طرح ہے کہ جھاگ اوپر اور یہ چیزیں نیچے مگر جھاگ کے لئے بقا نہیں' ان چیزوں کے لئے بقا ہے' ایسے ہی کبھی باطل حق پر چھا جاتا ہے' مگر آخر کار باطل ہلاک ہوتا ہے اور حق کی فتح ہوتی ہے

فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى

کر دور ہو جاتا ہے ۱ اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں

الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ

رہتا ہے اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے ۲ جن لوگوں نے

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا

اپنے رب کا حکم مانا ۳ انہیں کے لئے بھلائی ہے ۴ اور جنہوں نے اس کا حکم نہ

لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

مانا ۵ اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی

لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ

جان چھڑانے کو دے دیتے ۶ یہی ہیں جن کا برا حساب ہوگا ۷ اور ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ

جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا ۸ تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے ۹ نصیحت وہی مانتے

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا

ہیں جنہیں عقل ہے ۱۰ وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں ۱۱ اور قول

يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ

باندھ کر پھرتے نہیں اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا

اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ

اللہ نے حکم دیا ۱۲ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۱۳ اور حساب کی برائی

سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ

سے اندیشہ رکھتے ہیں ۱۴ اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو ۱۵

۱۔ اس سے پتہ لگا کہ باطل کا شور زیادہ اور حق کا زور زیادہ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہ ہوگا کہ حق والوں پر کبھی مصیبت آئے ہی نہیں' آئے گی' اور ضرور آئے گی' لیکن آخر کار فتح ان کی ہو گی لیکن صبر چاہیے ۳۔ اس طرح کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کام میں اطاعت کی' ورنہ براہ راست رب تعالیٰ کسی کو حکم نہیں دیتا ۴۔ بھلائی سے مراد جنت ہے کیونکہ وہاں ہر قسم کی بھلائی ہے خصوصاً" رب کا دیدار نصیب ہو گا صوفیاء فرماتے ہیں' کہ جنت اس لئے محبوب ہے کہ وہ دیدار کی جگہ ہے' اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ جنت کے مالک ہوں گے کیونکہ لام ملکیت کا ہے ۵۔ اس طرح کہ ایمان قبول نہ کیا' یہاں کفار مراد ہیں' جیسا کہ آئندہ مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گناہ گار مسلمان رب کے احکام کو مانتا تو ہے' مگر بد بختی سے عمل نہیں کرتا' نہ ماننا کچھ اور ہے' اور عمل نہ کرنا کچھ اور ۶۔ لیکن مومن دنیا میں ہی اپنا فدیہ دے چکا' زکوٰۃ' کفارے' قربانی فدیہ ہی تو ہے' لہٰذا یہ بھی کفار کیلئے ہے مومن کے لئے نہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مسلمانوں کا حساب آسان ہو گا بلکہ بعض کی صرف پیشی ہو کر معافی ہو جائے گی کیونکہ برا حساب کفار کے لئے ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کا ٹھکانہ دوزخ نہیں اگر وہ دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر۔ بھٹی کوئلہ کا ٹھکانا ہے' سونے کا نہیں' یہ اس کی ایک عارضی منزل ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کو نہ پہچان سکے وہ اگرچہ آنکھوں والا ہو' مگر اندھا ہے آنکھوں کا منشا اس نے پورا نہ کیا' مومن اگرچہ نابینا ہو مگر وہ انکھیارا ہے کہ دل روشن رکھتا ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ عقل وہی ہے جو راہ ھدی کی رہبری کرے اور عقلمند وہ ہے جو اس ہدایت کو قبول کرے۔ ابوجہل بے وقوف تھا اور حضرت بلال عقلمند' ۱۱۔ اللہ کے عہد سے یا تو میثاق کے دن کا عہد مراد ہے یعنی توحید و رسالت کا اقرار یا مخلوق سے تمام وہ عہد جو اللہ کے نام کے ساتھ کئے جاویں' اس صورت میں شیخ' ماں' باپ' زوجین اور تمام اہل حقوق کے حقوق اس میں داخل ہوں گے ۱۲۔ رب نے بعض رشتے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض کے توڑنے کا' نبی' شیخ' مومنین سے رشتہ غلامی یا رشتہ محبت جوڑو کفار سے رشتہ محبت توڑو' اسی طرح حضور کے اہل قرابت سے رشتہ محبت جوڑو' کافر ماں' باپ اور کافر اہل قرابت کے نسبی حقوق ادا کرو۔ مگر ان سے محبت نہ رکھو' یہ آیت بے شمار مسائل کا ماخذ ہے' ۱۳۔ یعنی نیکیاں کر کے بھی رب کی ہیبت و خوف ان کے دل میں ہوتا ہے' اپنے اعمال پر نازاں نہیں ہوتے' یہ مطلب نہیں کہ اس کی وعدہ خلافی سے ڈرتے ہیں کہ یہ خوف کفر ہے ۱۴۔ اس طرح کہ قیامت اور قبر کے حساب سے پہلے روزانہ خود اپنا حساب کر لیتے ہیں' ۱۵۔ معلوم ہوا کہ محض مجبوری کی بنا پر صبر کوئی کمال نہیں' یہ صبر تو کفار بھی کرتے ہیں' رضاء الٰہی کے لئے صبر کرنا کمال ہے' اور یہی مومن کی خصوصیات سے ہے' اسی پر اجر ملے گا' قادر ہو کر معافی دینا رب کی رضا کے لئے محمود ہے۔

رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

اور نماز قائم رکھی [1] اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

اور ظاہر کچھ خرچ کیا [2] اور برائی کے بدلے بھلائی کرکے ٹالتے ہیں [3]

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں [4]

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے [5]

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ [6] تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے [7]

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے ہیں [8] اور زمین میں فساد

فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

پھیلاتے ہیں [9] ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا

اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کافر

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

دنیا کی زندگی پر اترا گئے [10] اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ

۱۔ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھی۔ صحیح وقت پر پڑھی' صحیح طریقہ سے پڑھی' نماز پڑھنا کمال نہیں' نماز قائم کرنا کمال ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔
۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ بعض خرچ کرے کل خرچ کرنا فرض نہیں جیسا کہ من تبعیضیہ سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ صرف مال میں خیرات نہ کرے' ہر چیز میں سے کرے' جیسا کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ صرف ایک بار خرچ کرنے پر قناعت نہ کرے' بلکہ کرتا رہے' دوسری جگہ رب فرماتا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ چوتھے یہ کہ نہ ہمیشہ خفیہ خیرات کرے' نہ ہمیشہ علانیہ بلکہ دونوں طرح خیرات کرے۔ علانیہ اس لئے خیرات کرے کہ دوسرے بھی کریں اور خفیہ اس لئے کہ ریا نہ ہو۔ فرض صدقہ علانیہ دے' اور نفل صدقہ خفیہ دے ۳۔ یعنی اپنے ذاتی معاملات میں خطا پر عطا ظلم پر صبر سختی پر نرمی کرتے ہیں یا رب کی بارگاہ میں گناہ کو توبہ سے' کفر کو ایمان سے دفع کرتے ہیں جہالت کو علم سے دفع کرتے ہیں ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ صالح اولاد کے مومن ماں باپ و قرابتدار اس صالح کے درجہ میں ہوں گے۔ تا کہ سب ساتھ رہیں۔ انشاء اللہ حضور کے والدین کریمین اولاد و ازواج اور ان کے سچے غلام ان کے صدقہ میں ان کے ہی ساتھ رہیں گے' دوسرے مقام پر رب فرماتا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ جس سے معلوم ہوا کہ صالح ماں باپ کی اولاد ان کے درجہ میں ہو گی اگرچہ ان کے برابر اعمال نہ کئے ہوں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے جنت میں جایا کریں گے لیکن جزا کے لئے نہیں بلکہ جنتی لوگوں کی خدمت کے لئے' بعض فرشتے ہمیشہ جنت میں رہیں گے' اور بعض فرشتے آتے جاتے رہا کریں گے' مگر یہ رہنا اور آنا جانا صرف خدمت کے لئے ہو گا نہ کہ جزا کے لئے' جزا کے لئے صرف انسان ہی جنت میں جائیں گے' جنات یا فرشتوں کے لئے جنت نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ہر جنتی کے مکانوں کے چند دروازے ہوں گے' اور فرشتوں سے پردہ نہ ہو گا وہ سلام کیا کریں گے ۶۔ رب کی اطاعت پر صبر' اس کی معصیت سے صبر' لوگوں کی تکلیف پر صبر' غرض تمام قسم کے صبر اس میں شامل ہیں' لہٰذا یہ آیت صرف شہداء یا مصیبت زدگان کے لئے خاص نہیں ۷۔ کفر و شرک کر کے' لہٰذا یہ آیت گنہگار مومن کو شامل نہیں' وہ کسی فرض کا منکر نہیں' بعض کا تارک ہے اور ترک پر بھی نادم ہے ۸۔ اس طرح کہ پیغمبر' علماء' اولیاء کی اطاعت نہیں کرتے اور بتوں کی' شیطان کی عبادت کرتے ہیں جوڑنے والے رشتوں کو توڑتے ہیں اور توڑنے والے کو جوڑتے ہیں ۹۔ کفر اور گناہ کر کے' کیونکہ زمین پر عذاب وغیرہ آنا بندوں کے گناہوں کا باعث ہے' ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتوں پر فخریہ خوش ہونا طریقہ کفار ہے' اور شکریہ کا خوش ہونا طریقہ مومنین' رب فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

إِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ

دن برت لینا ۱ اور کافر کہتے ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی

عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن

طرف سے کیوں نہ اتری ۲ تم فرماؤ بیشک اللہ جسے چاہے گمراہ

يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ آمَنُوا

کرتا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے ۳ وہ جو ایمان

وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ

لائے اور انکے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں ۴ سن لو اللہ کی یاد ہی میں ۵

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

دلوں کا چین ہے ۶ وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴿٢٩﴾ كَذَٰلِكَ

کام کئے ان کو خوشی ہے ۷ اور اچھا انجام اسی طرح ہم

أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ

نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں ۸

لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ

کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ ۹ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ

يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا

رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں ۱۰ تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی

هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ أَنَّ

نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اس کی طرف میری رجوع ہے اور اگر کوئی

قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ

ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرتے

ا۔ خیال رہے کہ دنیا کی زندگی وہ ہے جو دنیاوی مشاغل اور رب سے غفلت میں گزرے‘ اس کی ہر جگہ برائیاں ہیں اور اسی کے لئے فنا ہے‘ مگر جو زندگی آخرت کی تیاری میں گزرے وہ بفضلہ تعالیٰ اخروی زندگی ہے‘ یہی حیات طیبہ ہے‘ اسے کبھی فنا نہیں‘ رب فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْيَاءٌ مومن و کافر فاسق و پرہیزگار کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے‘ بعض لوگ سوتے ہوئے بھی جاگتے ہیں اور بعض جاگتے ہوئے بھی سوتے ہیں بعض جیتے جی مرے ہوئے ہیں بعض مر کر بھی زندہ ہیں ۲۔ یعنی ہمارے مانگے ہوئے معجزے کیوں ظاہر نہ ہوئے‘ جیسے احد پہاڑ کو سونا بنا دینا اور مکہ مکرمہ میں نہریں بہا دینا وغیرہ‘ حالانکہ منہ مانگے معجزے پر عذاب آ جاتا ہے‘ اگر ایمان نہ لایا جائے ۳۔ یعنی ایمان محض معجزات دیکھنے سے نہیں ملتا‘ بلکہ فضل ربانی سے ملتا ہے ورنہ تم نے بہت معجزے دیکھے اور ایمان نہ لائے اگر تمہارے منہ مانگے معجزے دکھا بھی دیئے گئے تب بھی تمہیں ایمان نہ ملے گا۔ اگر اس وقت تم ایمان نہ لا کر ہلاک ہو جاؤ گے معجزہ مانگنے والوں کو ایمان نہیں ملتا بلکہ رجوع الی اللہ کرنے والوں کو ملتا ہے ۴۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذکر اللہ سے مراد حضور ہوں‘ رب فرماتا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا‘ اور فرماتا ہے اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ‘ تو معنی یہ ہوئے‘ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں کا چین ہے‘ چونکہ حضور محبوب عالم اور اصل مخلوق ہیں‘ ہر شئی کو محبوب سے چین اور اصل پر پہنچ کر راحت ہوتی ہے ۵۔ یا تو اس لئے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی ہے اور ذکر اللہ گناہ مٹاتا ہے لہٰذا چین حاصل ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ اللہ کا ذکر روح کے دیس کا ذکر ہے اور پردیسی کے ذکر سے چین ہوتا ہے۔ بہرحال اللہ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے‘ جیسے دوا سے مرض‘ پانی سے پیاس‘ روٹی سے بھوک‘ سورج سے رات چلی جاتی ہے ایسے ہی اللہ کے ذکر سے اور حضور کے چرچے سے مومن کے رنج و غم دور ہو کر راحت و چین حاصل ہوتے ہیں‘ حضور سے تو جانوروں کو بھی چین نصیب ہوئے‘ اگرچہ اللہ کے عذاب کے ذکر سے مومن کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے مگر یہ خوف بھی اطمینان قلب کا ذریعہ ہے کہ ایسے دل میں دنیا والوں کا خوف نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ۶۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی آخرت میں بھی یا طوبیٰ سے مراد جنت ہے یا درخت طوبیٰ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں‘ اور آپ کی امت آخری امت‘ کیونکہ حضور کے بعد کسی اور امت کے آنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے تمام دین منسوخ ہو گئے‘ جیسا کہ خلت سے معلوم ہوا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت بھی عبادت ہے اور حضور کی نعت بھی‘ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے احکام قرآنی حضور سے لئے جائیں گے ایسے ہی تلاوت کا طریقہ‘ اس کے آداب بھی حضور سے لئے جاویں ۹۔ (شان نزول) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلحنامہ لکھا گیا‘ تو اس میں لکھا گیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘ کفار نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے‘ آپ پرانی بسم اللہ لکھوایئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اس پر یہ آیت اتری۔

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ

جب بھی یہ کافر نہ مانتے لہ بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں تو کیا

يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى

مسلمان اس سے نا امید نہ ہوئے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت

النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ

کر دیتا ٢ اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھمک پہنچتی

بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

رہے گی ٣ یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی ٤

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾

یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے ٥ بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ

اور بیشک تم سے اگلے رسولوں پر بھی ہنسی کی گئی تو میں نے

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا ٦ تو میرا عذاب کیسا تھا

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ

اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں ٧ تم فرماؤ ان کا نام تو لو یا اسے وہ

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ

بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں ٨ یا یوں ہی اوپری بات

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ

بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے ٩ اور راہ سے

ا۔ شان نزول' کفار مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ آپ قرآن پڑھ کر مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیں' زمین کو کھیتی کے لئے میدان بنا دیں' زمین مکہ میں پانی کے چشمے' نہریں جاری کر دیں' اور ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے لاویں' تا کہ وہ آپ کی حقانیت کی گواہی دیں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری' فرمایا گیا کہ اگر معجزات دکھا بھی دیئے گئے تو بھی یہ ایمان نہ لائیں گے چنانچہ حضور نے انگلیوں سے پانے کے چشمے جاری کئے اور پتھر جانوروں سے کلمہ پڑھوایا۔ چاند پھاڑا' سورج واپس کیا مگر جو نہ ماننے والے تھے' نہ مانے اس میں غیبی خبر بھی ہے جو سچی ہوئی' اس سے معلوم ہوا کہ ایمان معجزے دیکھنے سے نہیں ملتا یہ محض رب کے فضل و کرم سے ملتا ہے' ورنہ ابو جہل کبھی کافر نہ رہتا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو ان کفار کے ایمان کی امید نہ رکھنی چاہیے' جن کے کفر پر مرنے کا فیصلہ الٰہی ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان مردودوں کے مطالبہ کے وقت اظہار معجزے کی خواہش نہ کرنا چاہیے' دوسرے یہ کہ کافر کا کفر' گمراہ کی گمراہی رب کے ارادہ سے ہے' لیکن رب کی رضا سے نہیں' رضا اور ارادہ اور امر میں بڑا فرق ہے' اللہ نے ذبح اسماعیل کا حکم دیا' مگر نہ اس کا ارادہ کیا نہ اسے چاہا' نہ اس سے راضی تھا ایسے ہی ان کفار کو ایمان کا حکم دیا اور ان کے ایمان سے راضی بھی ہے مگر نہ اس کا ارادہ کیا' نہ اسے چاہا' یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے یہ نہ چاہا کہ ان کفار کو مجبور کر کے ان کے بغیر راضی ہوئے انہیں ہدایت دے دے کہ یہ ہدایت ثواب کا باعث نہیں ہدایت بندے کے اپنے اختیار سے چاہیے ۳۔ قتل' قید قحط سالیاں' آپس کی جنگیں' جو عین مکہ معظمہ میں واقع ہوں۔ ۴۔ یعنی مکہ معظمہ سے باہر جنگیں ہوں۔ جن کا اثر ان لوگوں تک پہنچے ۵۔ آپ کو فتح و نصرت کا یا قیامت کا ۶۔ معلوم ہوا کہ گناہوں پر ڈھیل ملنا سخت عذاب ہے اور گناہوں پر زیادہ نعمتیں ملنا تو خدا کی پناہ بہت ہی سخت عذاب ہے کہ یہ لڈو میں زہر ہے' اللہ محفوظ رکھے ۷۔ یعنی ایسے علیم و خبیر رب کی مثل وہ بت کیسے ہو سکتے ہیں جو اپنے سے بھی بے خبر ہیں پھر ان کی عبادت کیسی ۸۔ اور جس چیز کا علم رب کو نہ ہو وہ محض باطل اور جھوٹ ہی ہو گی۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے لہٰذا رب کے شریک کا کوئی وجود ہی نہیں' یہاں لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی کی گئی ہے ۹۔ یعنی سرداران کفر کی بکواس کفار کو بھلی معلوم ہوتی ہے' جیسے صفراوی بخار والے کو کڑوی چیز میٹھی محسوس ہوتی ہے۔

ع ۵ ۱۰

۱۔ کہ نفس امارہ شیطان اور برے ساتھیوں نے انہیں ایمان سے روک دیا ۲۔ یعنی جس کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آ چکا' اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا یا جس کی بدعقیدگی اس کے اختیار سے اس کے دل میں مضبوط ہو چکی' اس کو ہدایت کی کوئی راہ نہیں' لہٰذا اس آیت میں بندے کا مجبور ہونا لازم نہیں' جسے ہم قتل کریں' اسے بھی موت اللہ ہی نے دی' مگر مجرم ہم بھی ہیں' ایسے ہی جو بت پرستی کر کے مشرک ہوا اسے بھی اللہ نے گمراہ کیا مگر مجرم وہ بھی ہے ۳۔ قتل' قید قحط وغیرہ کفار کے لئے یہ دنیاوی عذاب ہیں' اور مومن کے لئے ترقی درجات کا باعث' غیبی' عام عذاب آنا حضور کی برکت سے بند ہو چکا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار

السَّبِیۡلِ ؕ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ ہَادٍ ﴿۳۳﴾
روکے گئے[1] اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں[2]
لَہُمۡ عَذَابٌ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ لَعَذَابُ الۡاٰخِرَۃِ
انہیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا[3] اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے
اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الۡجَنَّۃِ
سخت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں[4] احوال اس جنت کا کہ ڈر
الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ
والوں کے لئے جس کا وعدہ ہے[5] اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں
اُکُلُہَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّہَا ؕ تِلۡکَ عُقۡبَی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا ٭ۖ
اس کے میوے ہمیشہ[6] اور اس کا سایہ[7] ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے
وَّ عُقۡبَی الۡکٰفِرِیۡنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ
اور کافروں کا انجام آگ[8] اور جن کو ہم نے کتاب دی[9] وہ
یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مِنَ الۡاَحۡزَابِ مَنۡ
اس پر خوش ہوئے جو تمہاری طرف اترا[10] اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں
یُّنۡکِرُ بَعۡضَہٗ ؕ قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ وَ لَاۤ
کہ اس کے بعض سے منکر ہیں[11] تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے[12] کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس
اُشۡرِکَ بِہٖ ؕ اِلَیۡہِ اَدۡعُوۡا وَ اِلَیۡہِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَ کَذٰلِکَ
کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا اور اسی طرح
اَنۡزَلۡنٰہُ حُکۡمًا عَرَبِیًّا ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَہۡوَآءَہُمۡ
ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا[13] اور اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر
بَعۡدَ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنۡ
چلے گا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا[14] تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی

مومن کے لئے اللہ تعالیٰ بچانے والا مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ عذاب سے بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہے ۵۔ جو خدا کے خوف سے شرک و گناہ چھوڑ دیں' یا صرف شرک و کفر چھوڑ دیں ۶۔ یعنی ان میووں کی نوع بھی ہمیشہ اور ان کے افراد بھی ہمیشہ کہ ایک خوشہ کھا بھی لیا جاوے گا اور پھر ویسا ہی رہے گا اس کے بہت دلائل ہیں آج سمندر کا پانی' ہوا' دھوپ' علم' استعمال سے کم نہیں ہوتے' ایسے ہی وہ بھی کم نہ ہوں گے ۷۔ وہ بھی ہمیشہ ہے' اس لئے کہ وہاں سورج نہیں جو سایہ دور کر دے ۸۔ یعنی دوزخ' اگرچہ وہاں کے بعض طبقے ٹھنڈے بھی ہیں' یہاں جز' سے کل مراد ہے۔ ۹۔ یعنی جنہیں توراۃ' انجیل کا علم دیا۔ جس کی برکت سے وہ ایمان لے آئے' اس سے تمام اہل کتاب مراد نہیں' بلکہ عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے بابرکت نورانی حضرات مراد ہیں' جو یہود کے بڑے عالم تھے اور حضور کے صحابہ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری یا قرآن کے نزول پر خوشیاں منانا رب کو محبوب ہے' لہٰذا شب قدر اور شب ولادت دونوں میں خوشیاں مناؤ' عبادتیں کرو کہ شب قدر قرآن کے آنے کی رات ہے' اور شب ولادت قرآن والے کے تشریف لانے کی شب ہے' ایسی خوشی منانا عبادت ہے ۱۱۔ یعنی جو اہل کتاب آپ سے دشمنی رکھتے ہیں' وہ قرآن کریم کی بعض چیزیں مانتے ہیں اور بعض کے انکاری' جو احکام ان کے موافق ہوں انہیں مان لیتے ہیں' اور جو ان کے خلاف ہوں ان کے انکاری ہو جاتے ہیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کے ایک کلمہ کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے' جیسا سارے قرآن کا انکار' دوسرے یہ کہ قرآن کو اپنے نفس کے مطابق بنانا کفر ہے بلکہ اپنے نفس و عقل کو قرآن کے مطابق اور اس کے تابع بناؤ ۱۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہیں' اگرچہ اعمال میں فرق ہے کہ بعض وہ چیزیں حضور پر واجب یا حرام ہیں' جو امت پر نہیں' اس کی نفیس بحث ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۱۳۔ یعنی جیسے گزشتہ رسولوں کے صحیفے اور کتابیں ان کی زبان میں دی گئیں' ایسے ہی آپ کو قرآن کریم عربی میں عطا ہوا۔ کہ آپ کی اصلی زبان عربی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ ترجمہ قرآن' قرآن نہیں' نہ اس کی تلاوت نماز میں جائز ہے' نہ بے غسل کا اسے پڑھنا ممنوع' ۱۴۔ معلوم ہوا کہ عالم گنہگار کا عذاب جاہل گنہگار سے زیادہ ہے۔

وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

ہو گا نہ بچانے والا اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ؎

وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ

اور ان کے لئے بیبیاں اور بچے کئے ؎ اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی

اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ؎ ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے ؎

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے ؎

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں کوئی وعدہ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی اپنے پاس بلائیں ؎

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ

تو بہر حال تم پر تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا ہمارا ذمہ کیا انہیں

يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں ؎

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ

اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں ؎ اور اسے حساب لیتے

الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

دیر نہیں لگتی ؎ اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں ؎

فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ

تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے ؎ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے

وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ

اور اب جاننا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر ؎ اور کافر

ع ۵

۱۔ (شان نزول) بعض کفار نے اعتراض کیا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہوتے تو آپ نکاح نہ کرتے' بیوی بچے نہ رکھتے تارک الدنیا ہوتے' ان کے جواب میں یہ آیت اتری ۲۔ اس طرح کہ بغیر بیوی و اولاد صرف یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے عمر شریف گزاری' باقی تقریباً تمام انبیاء کرام نے نکاح فرمایا یعنی نکاح سنت انبیاء ہے۔ جسے فطرت کہتے ہیں' ایسے ہی زیادہ بیویاں رکھنا بھی نبوت کے خلاف نہیں' داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں' اور وہ نبی تھے ہندوؤں کے بعض اوتار کنہیا اور راجہ جسرت وغیرہ کی چند بیویاں تھیں۔ کنہیا کی بیویاں ایک ہزار تھیں ۳۔ یعنی تمام معجزے رب کے حکم سے ہوتے ہیں' مگر بعض معجزے نبی کی ذات کو لازم رہتے ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے لئے حسن اور بعض معجزے نبی کے اپنے اختیار سے صادر ہوتے ہیں مگر باذن اللہ' جیسے عصا موسوی کا سانپ بن جانا' کہ جب آپ اسے اپنے اختیار سے چھوڑتے تھے' تو باذن اللہ سانپ بن جاتا تھا۔ اور بعض میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا جیسے آیات قرآنی کا نزول ۴۔ یہ کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ کلام الٰہی میں نسخ کیوں ہے فرمایا گیا کہ جیسے تکوینی احکام موت' زندگی وغیرہ کی مدت مقرر ہے' ایسے ہی شرعی احکام کی بھی ایک مدت معین ہے نسخ اس مدت کا بیان ہے لہٰذا اس پر کچھ اعتراض نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ بعض تقدیروں میں رد و بدل ہوتا ہے اور بعض میں نہیں' پہلی کو محو و اثبات کہتے ہیں دوسری کو حتم مقضی' دعاؤں اور نیک اعمال سے پہلی تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ دوسری تقدیر میں رد و بدل ناممکن ہے' بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں بندوں کے معاف شدہ اور باقی رہنے والے گناہ مراد ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس میں منسوخ اور محکم آیات و احکام مراد ہیں' اور بھی اس میں چند قول ہیں ۶۔ یعنی کفار کے جن عذابوں کی آپ نے پیشین گوئی فرمائی ہے' ان میں سے بعض تو آپ کی ظاہری حیات شریف میں آجائیں گے جیسے بدر و حنین میں ان کی شکست اور بعض آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ظاہر ہوں گے اگرچہ حضور وفات کے بعد بھی عالم کو دیکھتے سنتے ہیں مگر یہ دیکھنا اور نوعیت کا ہے' حیات شریف میں دیکھنا اور نوعیت کا ہے' اس لئے یہاں وفات کا مقابلہ معائنہ سے کیا گیا' لہٰذا اس آیت سے حضور کے نہ دیکھنے پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی' دیکھو ہر نمازی قیامت تک نماز میں حضور کو سلام عرض کرتا ہے۔ حالانکہ نہ سننے والے کو سلام کرنا منع ہے ۷۔ اس طرح کہ مجاہدین کفار کے علاقے برابر فتح فرما رہے ہیں جس سے دار الکفر کے حدود گھٹ رہے ہیں اور دار الاسلام کے حدود بڑھ رہے ہیں' یہ آیت مدنی ہے اگرچہ سورۃ رعد مکیہ ہے کیونکہ مکی آیات میں جہاد کا ذکر نہیں ہوتا' اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ تمہارے سارے علاقے مسلمان فتح کر لیں گے اور ایسا ہی ہوا ۸۔ یہاں حکم سے مراد تکوینی حکم ہیں' جن میں بندوں کا اختیار نہیں ہے' جیسے موت و حیات ۹۔ چنانچہ قیامت میں ساری مخلوقات کے مکمل حسابات دنیا کے آدھے دن کی مدت میں ہو جائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (جلالین) قیامت کا باقی دن شفیع کی تلاش اور حضور کی نعت گوئی میں صرف ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۱۰۔ جیسے عاد و ثمود وغیرہ جنہوں نے اپنے نبیوں کے قتل کی تدبیریں کیں' اس میں حضور کو تسلی دی گئی ہے کہ جیسا معاملہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے آپ سے پہلے پیغمبروں سے بھی ان کی قوم نے ایسے ہی کیا تھا ۱۱۔ لہٰذا انکے بغیر ارادہ کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا' اے محبوب آپ مطمئن رہیں' یہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ۱۲۔ یا تو دنیا میں جان لیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے ۱

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝٤٣

مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے ۲

اٰيَاتُهَا ٥٢ | ١٤ سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ٧٢ | رُكُوْعَاتُهَا ٧

سورہ ابراہیم مکی ہے اس میں ۵۲ آیات اور ۷ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓرٰ ۣ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیریوں

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

سے اجالے میں لاؤ ۴ ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝١ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

عزت والا سب خوبیوں والا ہے ۵ اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

اور جو کچھ زمین میں ۶ اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت

شَدِيْدِ ۝٢ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

عذاب سے جنہیں آخرت سے دنیا کی زندگی

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

پیاری ہے ۷ اور اللہ کی راہ سے روکتے

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝٣ وَمَا

اور اس میں کجی چاہتے ہیں ۸ وہ دور کی گمراہی میں ہیں ۹ اور ہم

(بقیہ صفحہ ۴۰۵) گے مسلمانوں کی فتوحات دیکھ کر یا موت کے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا محشر میں' چونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہے اس لئے فرمایا بعلم عنقریب جان لیں گے' آخری صورتوں میں سارے کفار مراد ہیں' اول صورت میں صرف کفار مکہ۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے' جیسا کہ اس کی توحید کے حضور گواہ' اسی لئے رب پر اعتراضات کو حضور دفع فرماتے ہیں اور حضور پر اعتراضات کو اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ کی گواہی معجزات' قرآنی آیات اور عالم کی چیزوں کا حضور کے تابع فرمان ہونا ہے' دوسرے یہ کہ جو حضور کو رسول نہ مانے' یا آخری نبی نہ مانے' یا حضور کے دین کو غیر منسوخ نہ مانے' وہ کافر ہے ۲۔ اس سے علم کی افضلیت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کی گواہی اپنے ساتھ بیان فرمائی اور یہاں علماء سے یہود و نصاریٰ کے وہ تمام علماء مراد ہیں' جنہوں نے حضور کی حقانیت کی گواہیاں دیں ۳۔ سورہ ابراہیم مکیہ ہے سواء اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا الخ دو آیتوں کے' اس سورہ میں سات رکوع' باون آیات آٹھ سو اکسٹھ کلمات' تین ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ لوگوں کو ظلمت کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کرتے ہیں' کوئی شخص صرف قرآن سے بغیر حضور کے واسطے ہدایت نہیں پا سکتا' ۵۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم لوگوں کو تاریکی سے نکالنے کے لئے آیا ہے' نہ کہ حضور کو' حضور تو اول ہی سے نور ہیں اور نزول قرآن سے پہلے آپ نمازی' عابد و زاہد تھے' دوسرے یہ کہ ہم لوگ نزول قرآن کے بعد بھی حضور کے محتاج ہیں۔ قرآن کریم تخم ہے حضور رحمت کی بارش' جیسے تخم کو زمین میں بو دیئے جانے کے بعد بارش کی حاجت ہے۔ ایسے ہی ہم قرآن سن کر سیکھ کر حضور کی نگاہ کرم کے محتاج ہیں' بہت لوگوں کو بغیر قرآن صرف حضور سے ہدایت ملی ہے' جیسے حضرت ورقہ ابن نوفل بحیرہ راہب' یا وہ کفار جو عین حالت جنگ میں صرف کلمہ پڑھ کر حضور کی زیارت کر کے شہید ہو گئے۔ نہ قرآن سنا نہ کوئی عمل کیا۔ لیکن صرف قرآن سے بغیر حضور کی وساطت کسی کو ہدایت نہ ملی۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر بغیر توریت صرف موسیٰ علیہ السلام کے توسل سے مومن' صحابی' شہید' صابر سب کچھ بن گئے تیسرے یہ کہ حضور تاقیامت تمام انسانوں کے رہبر ہیں۔ جب جسے ہدایت و نور ملے گا' حضور سے ملے گا۔ کیونکہ رب نے' الناس بغیر کسی قید کے فرمایا چوتھے یہ کہ حضور کی بعثت اصلاً" تو انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق جنات وغیرہ انسانوں کے تابع ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت سے انسانوں کا ذکر ہوا' لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور جنات وغیرہ کو تاریکی سے نہ نکالیں ۶۔ یہ سب اللہ کی مخلوق در حقیقت اسی ہی کی مملوک ہیں' اگرچہ ظاہری طور پر اس کے بعض بندے بھی مالک ہوتے ہیں ۷۔ کفار عرب اسلام سے اس لئے محروم رہے کہ انہیں اپنی آمدنیاں بند ہو جانے اور اپنی ریاست جاتے رہنے کا اندیشہ تھا' لہٰذا کفار پر یہ آیت بخوبی چسپاں ہے ۸۔ یا اس طرح کہ لوگوں کو غلط راستے پر لگاتے ہیں' یا اس طرح کہ اسلام میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں' اس سے ان علماء کو عبرت پکڑنی چاہیے' جو نئے نئے مذہب نکالتے ہیں اور اپنے کو عالم دین کہتے ہیں ۹۔ یعنی چونکہ یہ لوگ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ گر بھی' لہٰذا ان کا عذاب بھی سخت ہے۔

ا۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے تمام زبانیں سکھائی ہیں کیونکہ ہر نبی اپنی قوم مبعوث کی زبان جانتے ہیں اور دنیا کی ساری قومیں حضور کی امت اور حضور کی مبعوث الیہ قوم ہیں' لہٰذا حضور سب کی زبانیں جانتے ہیں' احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ' ہرنی' چڑیاں' لکڑیاں حضور سے کلام کرتی تھیں اور حضور سمجھ لیتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ سرکار تمام انبیاء سے زیادہ عالم ہیں' آدم علیہ السلام کو ہر زبان بتائی گئی۔ سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی کا علم دیا گیا جو قرآن سے ثابت ہے' ۲۔ اپنی قوم کو بلاواسطہ اور دوسروں کو علماء کے ترجموں کے ذریعہ سے' چنانچہ آج تمام دنیا میں علماء تبلیغ فرما رہے ہیں' یہ حضور ہی کی

اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ

نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے ۲

فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ هُوَ

پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۴﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَاۤ

عزت حکمت والا ہے اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں لے کر

اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ وَ ذَكِّرْهُمْ

بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے اجالے میں لا ۳ اور انہیں اللہ کے

بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾

دن یاد دلا ۴ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو ۵

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان ۶

اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بری مار دیتے تھے ۷

وَ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ

اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے اور اس

ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۶﴾ وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ

میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا ۸ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ

سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا ۹ اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب

لَشَدِیْدٌ ﴿۷﴾ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ

سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں ۱۰ سب

تبلیغ ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کفر سے نکال کر روشنی ایمان میں مخلوق کو داخل کرتے ہیں' ظلمات کو جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ کفر' ضلالت' بد عملی' ہر خرابی سے نکالنا پیغمبر ہی کا کام ہے' ان کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میلاد' معراج و شب قدر میں علماء سے وعظ کرانا محمود ہے کہ وہ واعظین اللہ کے دن یاد دلاتے ہیں' دوسرے یہ کہ جن دنوں کو اللہ کے پیاروں سے کوئی خاص نسبت ہو جاوے' وہ اللہ کے دن بن جاتے ہیں' یہاں ایام اللہ سے مراد یا تو قوم عاد و ثمود پر عذاب آنے کی تاریخیں ہیں' یا بنی اسرائیل پر من و سلویٰ اترنے کی' اور فرعون کے غرق ہونے کی' اگلی آیت سے اس دوسری تفسیر کو قوت حاصل ہوتی ہے ۵۔ یعنی کفار پر عذاب آنے کی تاریخیں اور ابرار کو انعامات ملنے کی تاریخیں اللہ کی نشانیاں ہیں مگر صابروں شاکروں کے لئے ۶۔ یا اس طرح کہ ان باتوں کا ذکر و تذکرہ کیا کرو' یا اس طرح کہ جب وہ تاریخیں آئیں تو عبادات کیا کرو۔ چنانچہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے' کیونکہ اس دن فرعون ڈوبا تھا' اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اولاً فرض تھا' اب سنت ہے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی یادگاریں منانا' بڑی تاریخوں میں عبادات کرنا سنت انبیاء ہے ۷۔ فرعون کے ظلموں کو عذاب یا ۔ معنی لغوی فرمایا گیا یعنی سخت تکلیف یا ۔ معنی اصطلاحی یعنی بنی اسرائیل کے جرموں کی سزا جو رب نے دی' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر کافر و ظالم حکام کا تسلط ہونا رب کا دنیاوی عذاب ہے اور ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہے اور اچھے حکام رب تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال کا نتیجہ ہیں ۸۔ یعنی اس نجات دینے میں اللہ کا بڑا فضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر و ظالم کی ہلاکت' اس کی موت اللہ کی رحمت ہے جیسے علماء و صالحین کی وفات ہمارے لئے مصیبت ہے' ظالم کی موت پر خوشی کرنا اچھا ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر کرنا چاہیے اور نعمتیں تو مختلف ہیں لہٰذا ان کے شکر بھی مختلف' کفار معصیت سے شکر کرتے ہیں' مومن عبادت سے' دیکھو ہولی' دیوالی میں کیا ہوتا ہے۔ اور عید بقر' عید الفطر میں کیا ہوتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے' اور صبر اللہ تعالیٰ ملتا ہے' لہٰذا شکر سے صبر افضل ہے ۱۰۔ جن و انس' اس سے حضرات انبیاء کرام علیحدہ ہیں کیونکہ ان کا کفر محال ہے یا یہ ناممکن کو فرض کیا گیا جیسے لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ' خلاصہ یہ ہے رب تعالیٰ تمہاری اطاعت سے بے نیاز ہے' اس میں تمہارا ہی نفع ہے' نافرمانی میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے۔

فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝۸

کافر ہو جاؤ تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ

کیا تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھی ۱ نوح کی قوم

وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا یَعْلَمُهُمْ

اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے ۲ انہیں اللہ ہی جانے ۳

اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ

ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے ۴ تو وہ اپنے ہاتھ

فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ

اپنے منہ کی طرف لے گئے ۵ اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا

اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝۹ قَالَتْ

گیا اور جس راہ کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلنے نہیں دیتا ۶

رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے ۷ آسمان اور زمین کا بنانے والا

یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرَكُمْ

تمہیں بلاتا ہے ۸ کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے ۹ اور موت کے مقرر

اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ

وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی

مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ

ہو ۱۰ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا

اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ

پوجتے تھے ۱۱ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ ۱۲ ان کے رسولوں نے ان سے کہا

۱۔ یعنی آچکی ہیں یا توراۃ میں' یا وہ لوگ تاریخ سے خبردار تھے' یا ان قوموں کی اجڑی ہوئی بستیوں پر گزرا کرتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ تاریخ کا علم معتبر ہے' اگر نص کے خلاف نہ ہو' ایسے ہی کسی واقعہ کی شہرت اس کا ثبوت ہے ۲۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور قوم شعیب و قوم لوط وغیرہم ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم ہم کو نہیں ملا' لہٰذا ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا چاہیے۔ کہ سارے نبی برحق ہیں' دوسرے یہ کہ کوئی شخص اپنا نسب آدم علیہ السلام تک نہ بیان کرے کہ کسی کو اس تفصیل کی خبر نہیں' تیسرے یہ کہ حضور کا نسب شریف عدنان تک تو معلوم ہوا ہے' آگے یقینی نہیں' عدنان موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے' انہیں سے عرب عدنان کا سلسلہ چلتا ہے' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم دیا۔ معراج میں سارے نبیوں سے حضور کی ملاقات ہوئی۔ اور سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی' رب فرماتا ہے۔ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ ۴۔ اللہ نے ہر نبی کو معجزے عطا فرمائے مگر جب ہم کو ہر پیغمبر کی تفصیل وار خبر نہیں' تو ان کے معجزوں کی تفصیل کیسے معلوم ہو سکتی' ہاں بغیر معجزہ کوئی پیغمبر نہیں آئے' ایسے ہی ہر پیغمبر پر تبلیغ کی وحی آنی ضروری ہے ۵۔ حیرت یا غصہ ظاہر کرنے کے لئے یا پیغمبروں کے منہ پر ہاتھ رکھا' ان کی تبلیغ روکنے کے لئے یعنی ایسی بات نہ کہو' پہلی تفسیر قوی ہے کہ عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے منقول ہے ۶۔ یعنی معاذ اللہ تمہارے جھوٹے ہونے کا ہم کو یقین ہے اور توحید و ایمان کے برحق ہونے میں ہمیں شک ہے۔ کفر و انکار اور چیز کا ہے شک دوسری چیز کا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی میں شک کرنا درحقیقت رب میں شک کرنا ہے' جیسے کہ نبی کا ماننا رب کا ماننا ہے' کیونکہ یہاں کفار نے نبی میں شک کیا تھا' جسے اللہ کے بارے میں شک کرنا قرار دیا گیا کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظہر ہیں' رب نے جسمانی تربیت کے لئے ظاہری غذائیں و دوائیں پیدا فرمائیں' روحانی پرورش کے لئے قرآن اور اسلام کے احکام بذریعہ نبی بھیجے' اب نبی کا انکار رب کی ربوبیت کا انکار ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ نبی کا بلانا خود رب کا بلانا ہے' کیونکہ ان قوموں کو براہ راست رب نے نہ بلایا تھا بلکہ ان کے رسولوں نے بلایا تھا۔ مگر فرمایا گیا کہ تمہیں رب بلاتا ہے' اس لئے رسول کی اطاعت رب کی اطاعت ہے' ۹۔ یعنی کفر کے زمانہ کے بعض گناہ' اسلام لانے کی برکت سے بخش دے' کچھ گناہ اس لئے فرمایا کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے' جب تک کہ خود بندہ معاف نہ کرے ۱۰۔ کفر کی جڑ پیغمبر کو اپنی مثل جاننا ہے شیطان بھی اسی سے کافر ہوا' اور دیگر قومیں بھی اسی سے ہلاک ہوئیں' جب تک کہ دل میں پیغمبر کی عظمت نہ ہو' اس وقت تک ان کے دین کا وقار ہرگز قائم نہیں ہو سکتا ۱۱۔ باپ دادوں کی یہ پیروی حرام ہے' یعنی شریعت اور حکم رسول کے مقابلہ میں اور بزرگان دین کی پیروی ایمان کا رکن ہے' رب فرماتا ہے۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ بلکہ راہ حق کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ مقبولین بارگاہ کا راستہ ہو ۱۲۔ یعنی جو معجزات تم نے دکھائے' وہ تو کچھ شمار ہی میں نہیں' ہماری تسلی ان سے نہ ہوئی جو معجزے ہم مانگ رہے ہیں' وہ دکھاؤ۔

اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى

ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان ۱ مگر اللہ اپنے بندوں میں

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ

جس پر چاہے احسان فرماتا ہے ۲ اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس

بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے ۳ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ

چاہیے ۴ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں اس نے

هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى

تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ۵ اور کافروں نے اپنے

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

جاؤ ۶ تو انہیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ان ظالموں کو ہلاک کریں گے اور ضرور ہم تم

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ

کو ان کے بعد زمین میں بسائیں گے ۷ یہ اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾

سے ڈرے ۸ اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے اور انہوں نے فیصلہ مانگا ۹

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا ۱۰ جہنم اس کے پیچھے لگی ۱۱ اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا ۱۲

ع ۲/۱۴

۱۔ یہ ہی لفظ کافروں کے منہ سے نکلے تو کفر ہے' نبی کے منہ سے نکلے تو ان کا کمال ہے' خیال رہے کہ نبی کو بشر یا تو رب نے فرمایا یا خود نبی نے اپنے کو' یا کفار نے' ان تینوں کے سوا کسی نے انہیں بشر نہ کہا' اب جو انہیں بشر کہہ کر پکارے' وہ نہ رب ہے' نہ نبی' تو لا محالہ بے ایمان ہی ہے' رب فرماتا ہے۔ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا ۲۔ یعنی تم نے میری ظاہری شکل تو دیکھی' مگر اندرونی وصف اور رب کا فضل نہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کو دیکھنے والی نگاہ اور ہی ہوتی ہے جو انسان کو صحابی بنا دیتی ہے ۳۔ یا تو ہر دفعہ حکم آتا ہے' یا ایک بار دے دیا جاتا ہے' پھر وہ معجزات اپنے اختیار سے دکھاتے رہتے ہیں' جیسے ہم کو اجازت دے دی گئی ہے' پھر ہم اپنے اعضاء اپنے اختیار سے استعمال کرتے رہتے ہیں' تو ہماری ہر جنبش اور ہر حرکت رب کے حکم سے ہے مگر اس میں ہمارے اختیار کو بھی دخل ہے۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء کرام معجزات میں بالکل بے اختیار ہوتے ہیں' دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب بھی لاٹھی پھینکتے تھے' سانپ بن جاتی تھی' ہر دفعہ آپ رب سے باقاعدہ اجازت نہ چاہتے تھے' یوسف علیہ السلام کا حسن معجزہ تھا جو ہر وقت آپ کے ساتھ تھا' اس آیت کا مقصد یہ ہے' کہ جو معجزے تم مانگ رہے ہو' وہ ہم کو عطا نہیں ہوئے' اور ہم بغیر عطاء رب معجزات ظاہر نہیں کر سکتے' لہٰذا آیت پر کوئی غبار نہیں ۴۔ یعنی مجھے تمہاری مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں' کیونکہ جب میرے غلام مومن رب پر متوکل ہیں۔ تو میں نبی ہوں' مجھے اس پر توکل کیوں نہ ہو' اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہ تھا وہ لوگوں کے خوف سے حج تک نہ کر سکا۔ پٹھانوں کے ڈر سے کابل تبلیغ کے لئے نہ گیا' یہ باتیں توکل کے خلاف ہیں ۵۔ یہاں توکل سے مراد بھروسہ پر قائم رہنا ہے تفسیر خزائن العرفان میں ہے' کہ توکل کی حقیقت بدن کو عبودیت میں ڈالنا' دل کو ربوبیت سے متعلق کرنا' عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرنا۔ جسے یہ چار باتیں حاصل ہیں وہ متوکل ہے ۶۔ خیال رہے کہ یہاں عود کے معنی لوٹنا اور واپس ہونا نہیں' کیونکہ انبیاء کرام کبھی ان مشرکین کے دین میں نہ تھے' پھر واپسی کیسی' نیز ان کفار کا اس ملک کو اپنی زمین سمجھنا اور پیغمبر سے کہنا کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یہ بھی کفر ہے' زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسولوں کی' اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو کفر کی رغبت دینا کفر ہے' جو کوئی کسی عورت کو نکاح توڑنے کے لئے کفر کی رغبت دے وہ خود کافر ہو جائے گا اور اس کا اپنا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ ارتداد کی وجہ سے ۷۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے پڑوسی کو ستاتا ہے اللہ تعالیٰ اسی مظلوم پڑوسی کو اس ظالم کے مکان کا مالک بنا دیتا ہے' خیال رہے کہ جس زمین پر عذاب آوے' وہاں مسلمانوں کو رہنا منع ہے' لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ جس جگہ ان پر عذاب آوے گا اسی جگہ تم کو بسایا جائے گا ۸۔ یعنی کفار کو ہلاک کر کے مومنوں کو ان کے ملک کا مالک بنانا' صرف ان پیغمبروں کی امتوں سے خاص نہ تھا۔ قیامت تک یہ قانون جاری ہے کہ بدکاروں کو ہلاک فرما کر نیک کاروں کو ان کی جگہ کا مالک بنایا جائے گا۔ ۹۔ یعنی پیغمبروں نے اپنے رب سے فتح و نصرت مانگی' یا ان کی امتوں نے اپنے نبی کے وسیلہ سے نصرت مانگی۔ تو اللہ نے مومنوں کو فتح دی اور کفار کو ہلاک فرمایا ۱۰۔ کہ مرتے ہی دوزخ کا عذاب' اور بعد قیامت دوزخ کا داخلہ ہوگا۔ خیال رہے کہ کافروں کو قبر میں دوزخ کا عذاب ہوگا کہ وہاں کی کھڑکی کھل جاوے گی۔ جس سے دوزخ کی گرمی اور بدبو آوے گی' گنہگار مسلمان کو قبر کی وحشت' تنگی و تاریکی کا عذاب تو ہوگا۔ مگر دوزخ کا عذاب نہ ہوگا ۱۱۔ یعنی دوسرے دوزخیوں کا خون و پیپ اس کا پانی ہوگا جسے یہ پئے گا۔ یہ سرداران کفر کا

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف

مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں لہ اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ

اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں ۲ جیسے راکھ کہ اس پر ہوا

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا

کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ

عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

لگا ۳ یہی ہے دور کی گمراہی ۴ کیا تو نے نہ دیکھا کہ

اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ

اللہ نے آسمان و زمین حق کے ساتھ بنائے ۵ اگر چاہے تو

يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى

تمہیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ پر کچھ

اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا

دشوار نہیں ۶ اور سب اللہ کے حضور علانیہ حاضر ہوں گے۔ تو جو کمزور تھے

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ

بڑائی والوں سے کہیں گے ہم تمہارے تابع تھے کیا تم سے ہو سکتا ہے

مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ

کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دو ۷ کہیں گے

هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا

اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں کرتے ۸ ہم پر ایک سا ہے چاہے بیقراری کریں یا صبر سے رہیں

(بقیہ صفحہ ۴۰۹) حال ہو گا۔ جنہوں نے دوسروں کو گمراہ کیا۔

ا۔ یعنی دوزخی کے ہر رونگٹے میں اسباب موت داخل ہوں گے' مگر پھر بھی موت نہ آوے گی' اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کو فنا نہیں اور دوزخی کافروں کو کبھی عذاب سے نجات نہیں جو اس کا منکر ہے' وہ اس آیت کا انکاری ہے' ۲۔ یہاں کفار کے اعمال سے ان کے وہ کام مراد ہیں' جنہیں وہ نیکی سمجھ کر کرتے تھے' جیسے غریبوں کی دستگیری' کنویں کھدوانا' سبیل اور مسافر خانے بنوانا وغیرہ' نہ کہ نماز و روزہ کیونکہ وہ یہ نہ کرتے تھے ۳۔ اس لئے کہ نیک کام پانی ہے اور اچھا عقیدہ جڑ ہے' جڑ کٹ جانے پر پانی دینا کام نہیں آتا ۴۔ یعنی ایسی گمراہی جو ثواب سے دور رکھے' کہ خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرے' مگر ثواب نہ پائے' کمزور زمین پر عمارت گر جاتی ہے' کمزور عقائد پر نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں ۵۔ یہاں حضور سے خطاب ہے اور حق عبث کا مقابل ہے۔ یعنی اے محبوب تم نے تو دیکھا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں ہزارہا حکمتیں رکھی ہیں' ان میں سے کچھ عبث و بے کار پیدا نہ فرمایا' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سارے عالم سے پہلے پیدا ہوا۔ اور حضور نے ہر چیز کو پیدا ہوتے دیکھا۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان و زمین کی حکمتوں اور ہر چیز کو تاثیر سے واقف ہیں' جن کا پتہ آج تک سائنس والوں کو بھی نہ ملا ۶۔ اس میں کفار مکہ سے خطاب ہے' اور ایسا ہی ہوا کہ ابوجہل وغیرہ ہلاک کئے گئے اور وہاں مسلمان آباد ہوئے' ان سرداروں نے اکڑ دکھائی تو مدینہ منورہ کے مساکین سے دین کی خدمت لے لی گئی ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور دنیا کے معاملات انہیں یاد ہوں گے کہ ہم فلاں کافر کی پیروی کرتے تھے' دوسرے یہ کہ مومنین صالحین اپنے پیرو کاروں کی بلائیں باذن پروردگار ٹال دیں گے' شفاعت وغیرہ کے ذریعہ' یہ دیکھ کر ہی کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ تم بھی ہماری بلائیں ٹالو' جیسے گنہگار مسلمانوں کی آفات ان کے نیک کاروں کی شفاعت سے ٹل گئیں' تب ان کے سردار وہ جواب دیں گے جو آگے مذکور ہے' بہر حال یہاں کفار کی گفتگو کا ذکر ہے' یہ آیت مسلمانوں پر چسپاں کرنا گمراہی اور جہالت ہے' ۸۔ ان کا یہ کلام بھی بے ادبی کا ہے کہ گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا اس آیت نے صاف صاف بتا دیا کہ یہ گفتگو گمراہوں اور کافروں کی ہے' نہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی اپنے معتقدین سے' جیسے کہ آج جاہل وہابیوں نے سمجھا

مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ

ہمیں کہیں پناہ نہیں لہ اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے

الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

گا لہ بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا لہ

فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ

وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا لہ مگر یہی کہ

اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا

میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی، تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر

اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

الزام رکھو لہ نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

Page-411.bmp

وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں لہ بیشک ظالموں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کے لئے دردناک عذاب ہے لہ اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے لہ کیا تم نے نہ دیکھا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی لہ جیسے پاکیزہ درخت جس کی

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ

جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں لہ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے

ع ۱۵

ا۔ یعنی دنیا میں آفتوں' مصیبتوں پر صبر بڑے اجر کا سبب تھا مگر اب دوزخ میں رہ کر صبر کریں یا بے صبری اب یہاں سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دنیا دار العمل تھی۔ آخرت دار الجزاء ہے۔ ۲۔ اور کفار دوزخ میں پہنچ جاویں گے' اسے ملامت کریں گے' کہ تو ہم کو یہاں لایا۔ تیرے وعدے کیا تھے اور ہوا کیا اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دوزخ میں سزا پائے گا۔ اور کفار اس سے ملاقات کریں گے اس کو پہچانیں گے' ظاہر یہ ہے کہ یہاں شیطان سے مراد ابلیس ہی ہے ۳۔ اپنے ایجنٹ یعنی سرداران کفار کے ذریعہ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے' نہ سزا جزا ہے' بت پرستی اچھی چیز ہے معلوم ہوا کہ کفار کے پیشواؤں کا کلام درپردہ ابلیس کا کلام ہے۔ ابلیس نے ان سرداروں کے وعدہ کرنے کو اپنا وعدہ قرار دیا۔ ورنہ خود ابلیس نے براہ راست کسی سے وعدہ نہ کیا تھا ۴۔ اس طرح کہ نہ میرے پاس اپنے وعدے پر کچھ دلائل تھے نہ تم پر زور اور جبر' یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان نہیں جس کی نفی مقبولین بارگاہ سے کی گئی کہ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وہاں بہکا سکنا مراد ہے ۵۔ کہ تم نے رب کی نہ مانی۔ میری مانی' بتاؤ تمہارا قصور ہے یا نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے' خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا' وہ بڑا موحد ہے' ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی' یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں' شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات' جنت' دوزخ' حشر' نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا۔ کیوں' صرف اس لئے کہ نبی کا منکر تھا' جس پر مدار ایمان ہے' وہ نبوت کا عقیدہ ہے' اس لئے قبر میں توحید اور دین کا سوال کرنے کے بعد حضور کی پہچان کرائی جاتی ہے ۷۔ کہ ان کا وہاں مددگار کوئی نہیں' اور جن سے انہیں آس تھی' وہ ایسا کورا جواب دے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بہت مددگار مقرر فرما دے گا ۸۔ اس سلام کی ابتداء آدم علیہ السلام کے وقت سے ہوئی۔ کہ آپ نے نور محمدی اپنے انگوٹھے کے ناخن میں دیکھ کر اسے سلام کیا۔ رب تعالیٰ نے حضور کی طرف سے جواب دیا ۹۔ کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید اور ساری اچھی باتیں ہیں' جیسے قرآن' تسبیح' حمد الٰہی' نعت رسول' دین کی تبلیغ وغیرہ تمام کلمات اس میں داخل ہیں' کہ جب دل میں جاگزیں ہو جاویں' تو پھر نکلتے نہیں ۱۰۔ جیسے مضبوط درخت کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں' اور شاخیں اوپر چلی جاتی ہیں' ایسے ہی کلمہ طیبہ دل میں قائم ہے اور اس کی شاخیں تمام اعضا میں پھیلی ہوتی ہیں' کہ آنکھ' کان' ناک' وغیرہ کو برائیوں سے روکتا ہے

حِيۡنٍۢ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ

اپنے رب کے حکم سے ۱ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے

لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيۡثَةٍ كَشَجَرَةٍ

کہ کہیں وہ سمجھیں ۔ اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ

خَبِيۡثَةِ ۟اجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَا لَهَا مِنۡ

کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ۲ اب اسے کوئی قیام

قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِى

نہیں ۳ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی

الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ‌ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيۡنَ ‌ۙ

زندگی میں اور آخرت میں ۴ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے ۵

وَيَفۡعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ بَدَّلُوۡا

اور اللہ جو چاہے کرے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے

نِعۡمَتَ اللّٰهِ كُفۡرًا وَّاَحَلُّوۡا قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِۙ ﴿۲۸﴾

اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا ۶

جَهَنَّمَ ‌ۚ يَصۡلَوۡنَهَا‌ ؕ وَبِئۡسَ الۡقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا

وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ۷ اور اللہ کیلئے برابر

لِّيُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ ؕ قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِيۡرَكُمۡ

والے ٹھہرائے ۸ کہ اس کی راہ سے بہکا دیں تم فرماؤ کچھ برت لو کہ تمہارا انجام

اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ

آگ ہے میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں ۹

وَيُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ

اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے

Page-412.bmp

۱۔ کلمہ طیبہ بھی زندگی میں نیک اعمال ' موت کے وقت حسن خاتمہ ' قبر میں وحشت کا دفع ' حشر میں ' حساب میں کامیابی کے پھل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ نصیب کرے۔ ۲۔ جیسے بیتیا ماسی ' لہسن ' گندنا وغیرہ بدبودار درخت جن کی نہ تو جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں ' نہ شاخیں اوپر جاتی ہیں۔ زمین پر ہی پھیلا ہوتا ہے اور جلد اکھیڑ دیا جاتا ہے ' بے دین ایک بات پر نہیں ٹھہرتا ' بات کا کچا ' اور پھر جانے والا ہوتا ہے ۳۔ رب کا انکار حضورؐ کی توہین وغیرہ کہ کافر مرتے وقت ہی اپنا دین بھول جاتا ہے ' حتیٰ کہ قبر میں بھی نہیں کہہ سکتا کہ میرا فلاں دین تھا۔ ھا ھا لا ادری ہی پکارتا ہے۔ ۴۔ اس آیت میں عذاب قبر کا ثبوت ہے یعنی مومن دنیا میں بہر حال ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔ یہاں کے رنج و خوشی اسے اسلام سے نہیں ہٹاتے اور مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ کر گناہوں سے توبہ کر کے مرتا ہے ' حساب قبر پر اس کا دل مطمئن رہتا ہے ' جس سے بہ آسانی جواب دے لیتا ہے مگر کافر دنیا میں تو رنج و غم ' راحت و مصیبت میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ اور قبر میں اس کا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔ لہٰذا آخرت سے مراد قبر ہے کہ یہ بھی دنیا کی بعد کی زندگی ہے ' ۵۔ کہ ان کے ظلم کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرما دیتا ہے ' یعنی کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق رب کی طرف سے ' جیسے گردن کاٹنے سے رب موت پیدا فرما دیتا ہے۔ تو قتل کرنا بندے کا کام ہے اور موت دینا رب کا کام ہے۔ ۶۔ اللہ کی نعمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الخ اور نعمت بدلنے والے کفار مکہ ' ان کا کفر اور سرکشی یہ نعمت بدلنا ہے یعنی ہم نے مکہ معظمہ کے باشندوں پر اتنا بڑا انعام کیا۔ کہ ان میں اپنا رسول بھیجا۔ مگر انہوں نے بجائے اطاعت کے ان کی نافرمانی کی۔ لہٰذا اگرچہ اس آیت میں ذکر تو کفار مکہ کا ہے ' مگر اس میں سارے گستاخ داخل ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ ان کا ٹھکانا نہ ہوگا ' بلکہ ایک منزل کی طرح ہوگا۔ کہ وہاں کچھ رہ کر پاک و صاف ہو کر جنت میں جائیں گے ' کیونکہ رب نے دوزخ کو کفار کا ٹھکانہ فرمایا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دار و مدار اللہ تعالیٰ کی برابری پر ہے ' اگر کسی کو اللہ کا بندہ ہی مان کر کسی وصف میں اس کا مقابل اور برابر مانا جاوے تو ماننے والا مشرک ہوگا۔ چنانچہ کفار اپنے بتوں سے قیامت میں یوں کہیں گے ' اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اگر یہ عقیدہ نہ ہو ' تو شرک نہیں ' کفار کا بتوں کو مختار ماننا شرک اور مومن کا پیغمبروں کو رب کا بندہ مان کر رب کی عطا سے عالم کا مختار ماننا عین ایمان ہے ' جیسے حاکم یا بادشاہ کو اپنی مملکت میں مختار ماننا ' اسی لئے گنگا کی تعظیم شرک ہے ' آب زمزم کی عظمت ایمان ' بت کی طرف سجدہ شرک ہے ' کعبہ کی طرف سجدہ ایمان ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو نماز و روزہ و زکوٰۃ کی تبلیغ نہ کی جاوے گی۔ انہیں صرف ایمان کی تبلیغ ہوگی۔ کیونکہ رب نے حکم دیا کہ مومنوں کو نماز ' زکوٰۃ ' صدقہ و خیرات کی تبلیغ فرمائی جاوے '

ع ۱۶

ا۔ کہ کسی کو کچھ دے کر نیک اعمال خرید لئے جائیں' یا کسی سے اعمال مانگ لئے جائیں اپنے ہی عمل کام دیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ کسی کی طرف سے بدنی فرائض ادا نہیں کرسکتا۔ نہ نماز پڑھ سکے' نہ روزہ رکھ سکے' مالی اعمال دوسرے کی طرف سے ہوسکتے ہیں' جیسے حج بدل' یا ادائے زکوٰۃ یا قربانی کسی کی طرف سے جب وہ اپنا مختار کردے' خیال رہے کہ اس دن سے مراد یا موت کا دن ہے یا قیامت کا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنوؤں اور دریاؤں کا پانی بھی آسمان سے ہی آیا ہے' اس لئے اگر بارش نہ ہو تو سب خشک ہو جاتے ہیں ۳۔ جن میں سے بعض کو غذاء" اور بعض کو دواء" کھاتے ہو مقصد یہ ہے کہ عالم کی ساری چیزیں تمہاری خاطر بنائیں'

يَاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

پہلے جس میں سوداگری ہوگی نہ یارانہ ۵ اللہ ہے جس نے آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا ۲ تو اس سے کچھ پھل

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

تمہارے کھانے کو پیدا کئے ۳ اور تمہارے لئے کشتی کو مسخر کیا

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ

کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے ۴ اور تمہارے لئے

لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ

ندیاں مسخر کیں اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے ۵ جو برابر چل رہے ہیں ۶ اور

وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا

تمہارے لئے رات اور دن مسخر کئے اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا ۷ اور اگر اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے ۸ بے شک آدمی بڑا

كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ

ظالم بڑا ناشکرا ہے ۹ اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو

اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ

امان والا کردے ۱۰ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا ۱۱ اے

اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ

میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے ۱۲ تو جس نے میرا ساتھ دیا

فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

وہ تو میرا ہے ۱۳ اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے ۱۴

ع ۵
۱۷

ہم کو ان کی ضرورت نہیں تو انصاف یہ ہے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو' ہماری عبادت کیا کرو' اور وہ بھی حقیقتہ" تمہارے ہی لئے ہے ۴۔ اور تم ان کیفیتوں سے فائدے اٹھاؤ۔ ورنہ پانی بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اس کا قوام پتلا ہے' پھر اس کشتی کے ذریعہ تمام بھاری چیزیں سمندر میں تیر جاتی ہیں ایسے ہی ہم تو دنیا میں غرق ہو جاتے لیکن انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے طفیل دونوں جہاں میں تر جاتے ہیں ۵۔ لیکن کشتیوں اور چاند سورج کی تسخیر میں یہ فرق ہے کہ کشتیوں میں ہمارے ارادے کو دخل ہے' مگر چاند' سورج میں اصلا" دخل نہیں' اس کے باوجود وہ سب ہماری ہی خاطر ہیں' رب کو ان سے کوئی نفع نہیں ۶۔ کہ نہ کبھی ٹوٹے پھوٹتے ہیں' تا کہ مرمت کے لئے بھیجے جائیں' اور نہ کبھی آرام کے لئے چھٹی لیتے ہیں' لاکھوں برس سے مسلسل گھوم رہے ہیں تا کہ تم کام اور آرام کے لئے وقت مقرر کرو۔ اور لاکھوں قسم کے فائدے اٹھاؤ ۷۔ یہاں من تبعیضیہ ہے یعنی تمہاری ہر قسم کی منہ مانگی مرادوں میں سے بعض عطا فرمائیں' یا کل تکثیر کے لئے ہے اور من بیانیہ۔ یعنی تمہیں بہت سی منہ مانگی مرادیں بخشیں' جیسے رب فرماتا ہے۔ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ مقصد یہ ہے کہ کروڑوں نعمتیں تمہارے بغیر مانگے تمہیں بخشیں' جن کا ذکر ہو چکا۔ اور بہت سی نعمتیں تمہیں منہ مانگی دیں ہم تمہاری طلب تم سے زیادہ جانتے ہیں' ہماری عطا تمہارے مانگنے پر موقوف نہیں ۸۔ کیونکہ تمہارے ہر رونگٹے پر کروڑوں نعمتیں ہیں اور جب تمہیں اپنے بالوں کا شمار نہیں تو ان نعمتوں کا شمار کیسے ہو سکتا ہے' تمہاری گنتی سنکھ پر ختم ہو جاتی ہے اور وہاں سنکھ سے ابتداء ہوتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص حضور کے فضائل نہیں گن سکتا کیونکہ دنیا کی نعمتیں قلیل ہیں' رب فرماتا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ اور حضور کے فضائل عظیم ہیں رب فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور فرماتا ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ جب ہم قلیل یعنی تھوڑی کو نہیں گن سکتے' تو عظیم یعنی بڑی کو کیسے شمار کر سکتے ہیں' ۹۔ یہاں آدمی سے مراد یا ابوجہل' ابولہب وغیرہ ہیں یا مطلقاً کافر و مشرک' جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے ۱۰۔ یعنی مکہ شریف ہمیشہ شہر رہے کبھی ویران نہ ہو اور یہاں کوڑھ' جذام' برص' دجال کے داخلہ' قتل و غارت سے امن رہے' ۱۱۔ ظاہر یہ ہے کہ بَنِيَّ سے صلبی اولاد مراد ہے۔ یعنی بیٹے اور وہ تمام حضرات شرک سے محفوظ رہے اور اگر مطلقاً اولاد مراد ہو تو معنی ہوں گے کہ میری ساری اولاد شرک میں گرفتار نہ ہو' ان میں مومن ضرور رہیں' رب نے ان کی دعا قبول فرمائی' قیامت تک سارے سید گمراہ نہیں ہو سکتے' ان میں مومن ضرور رہیں گے' کیونکہ یہ حضرات اولاد ابراہیم ہیں۔ قطب الاقطاب ہمیشہ سید ہی ہو گا۔ (صواعق محرقہ) ۱۲۔ یعنی یہ بت لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے' ورنہ بت بے جان ہیں' بولتے نہیں ۱۳۔ میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف فرما' یہ دعا آپ نے

(بقیہ صفحہ ۴۱۳) قیامت تک کے مومنوں کے لئے فرمائی' اس سے معلوم ہوا کہ مومن پیغمبر کی امان میں رہتے ہیں' کیونکہ وہ نبی کے غلام بن جاتے ہیں۔ لہٰذا رب ان پر کرم فرماتا ہے ۱۴۔ تو چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق دے اور بعد ایمان ان کے سارے گناہ بخش دے' لہٰذا اس آیت میں کافر کے لئے دعائے مغفرت نہیں۔

۱۔ یعنی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کا وہاں ٹھہرانا در حقیقت ان کی اولاد کا وہاں ٹھہرانا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام عرب کی اصل ہیں' کہ اہل عرب آپ کی اولاد میں ہیں جس وقت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو مکہ معظمہ میں چھوڑ گئے تھے' اس وقت وہاں

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ
اے ہمارے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی ۱ جس میں کھیتی
زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ
نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس ۲ اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں ۳
فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ
تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے ۴
وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ
اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے ۵ شاید وہ احسان مانیں اے ہمارے رب
اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰى عَلَى
تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ۶ اور اللہ پر کچھ چھپا
اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ
نہیں ۷ زمین میں اور نہ آسمان میں سب خوبیاں
لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ
اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق دیئے ۸
اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ
بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے ۹ اے میرے رب مجھے نماز کا قائم
الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖۗ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾
کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو ۱۰ اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے
رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ
اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو ۱۱ اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب
الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ
قائم ہوگا ۱۲ اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے

ع ۶ / ۱۸

آبادی کوئی نہ تھی' بے آب و دانہ جنگل تھا۔ آپ کی دعا سے وہاں یہ رونقیں لگیں اس کا مفصل واقعہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ الٓمّٓ میں مطالعہ فرماؤ ۲۔ اگرچہ اس وقت تک آپ نے خانہ کعبہ تعمیر نہ فرمایا تھا۔ لیکن تعمیر نوحی کے نشانات باقی تھے' اور وہ جگہ مقرر تھی' اسی لئے یہ فرمایا۔ محرم کے معنی عزت و حرمت والا ہے' یا یہ معنی ہیں کہ وہاں خارجی آدمی کو بغیر احرام داخلہ حرام ہے۔ یا وہاں شکار حرام ہے یا وہاں دجال کا جانا حرام ہے' یا وہ جگہ طوفان نوحی سے محفوظ رہی (روح البیان) ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مکہ معظمہ میں قیام کا مقصود صرف عبادت ہے اسی لئے رب نے وہاں کھیتی باڑی نہ رکھی' تاکہ وہاں کے لوگوں کو دنیاوی الجھنیں نہ ہوں دوسرے یہ کہ تمام عبادات میں نماز افضل ہے کہ آپ نے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا یہ بھی معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں نماز دوسری جگہ کی نماز سے بہتر ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے آج تک مکہ مکرمہ شہر ہے وہاں کی زمین کھیتی باڑی کے لائق نہیں پھر بھی وہاں کے لوگ بھوکے نہیں مرتے' دنیا کماتی ہے وہ کھاتے ہیں' عام طور پر مسلمانوں کے دل مکہ مکرمہ کی طرف جھکتے ہیں' جو فرمایا وہ ہوا۔ ۵۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے مکہ معظمہ کے قریب طائف اور وادی فاطمہ کے جنگل پھلوں سے بھر دیئے' جن کی وجہ سے مکہ شریف کے بازار ہر قسم کے پھل سے بھرپور رہتے ہیں جو پھل وہاں مل جاتے ہیں وہ اور جگہ مشکل سے ملتے ہیں ۶۔ یعنی بعض دعائیں صراحۃً عرض کر دیں اور بعض تمنائیں دل میں ہیں جیسے حضرت سارہ کے بطن شریف سے بیٹا ملنا' کیونکہ یہ دعا حضرت اسحاق کی پیدائش سے پہلے تھی (روح البیان) مگر رب کو سب خبر ہے ۷۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی تائید فرمائی کہ واقعی انہوں نے ٹھیک فرمایا' رب تعالیٰ ہر ظاہر چھپے کو جانتا ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ کی نعمت ہے خصوصاً جب کہ صالح یا ولی یا نبی ہو' کہ اس سے دنیا و آخرت دونوں کامل ہو جاتی ہیں۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کی پیدائش کو اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے شمار کیا۔ لیکن لڑکیوں سے گھبرانا مومن کی شان نہیں' ۹۔ ابراہیم علیہ السلام فرزند کی دعا مانگ کر عرض کرتے تھے' اِسْمَعْ یَا اِیْلُ اے اللہ سن لے یعنی آمین جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اس دعا کی یادگار میں ان کا نام اسماعیل رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت عمر شریف ۹۹ سال تھی اور اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ کی عمر ایک سو بارہ برس تھی' حضرت اسماعیل' اسحاق علیہ السلام سے تیرہ برس بڑے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی رب سے ناامید نہ ہو' دعا میں بار بار رَبَّنَا کہتا جاوے' دعا سے پہلے اور بعد رب تعالیٰ کی حمد کرے' دعا کے بعد آمین کہے یا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ کہے' ۱۰۔ یہاں والدین سے مراد جناب ابراہیم کے سگے والد تارخ اور آپ کی والدہ متلی بنت نمر ہیں یہ دونوں مومن تھے ان کے لئے

(بقیہ صفحہ ۴۱۴) آپ نے بڑھاپے میں دعاءِ مغفرت کی یعنی حضرت اسماعیل و اسحاق کی ولادت کے بعد آزر آپ کا دور کا چچا تھا۔ جس سے آپ اپنی جوانی ہی میں بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مر چکا تھا۔ قرآن مجید میں اب اور ام ماں باپ' دادا' دادی' چچا وغیرہ سب کو کہہ دیا جاتا ہے مگر والدین صرف سگے ماں باپ کو ہی کہا جاتا ہے ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا اپنی ذات سے شروع کرے' دوسرے یہ کہ ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کے حق میں دعائے خیر کرے' چوتھے یہ کہ آخرت کی دعا ضرور مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔

الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ

کام سے ۱ انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی

الْاَبْصَارُ ۟ۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

رہ جائیں گی ۲ بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے ۳ اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ انکی پلک

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۟ؕ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ

ان کی طرف لوٹتی نہیں اور انکے دلوں میں کچھ سکت نہ ہو گی ۴ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ

يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ

۵ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے ۶ اے ہمارے رب

اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ

تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے ۷ کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی

الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ

غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا

مِّنْ زَوَالٍ ۟ۙ وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا

نہیں ۸ اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنا برا

اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا

کیا تھا ۹ اور تم پر خوب کھل گیا ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا ۱۰ اور ہم نے

لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۟ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ

تمہیں مثالیں دے دے کر بتا دیا ۱۱ اور بیشک وہ اپنا سا داؤں چلے اور انکا داؤں

مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

اللہ کے قابو میں ہے' اور ان کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل

الْجِبَالُ ۟ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

جائیں ۱۲ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف

ا۔ یعنی اے مظلوم صبر کر' اللہ ظالم سے غافل نہیں' ضرور بدلہ لے گا۔ ۲۔ کافروں' مجرموں کو حقیقی سزا آخرت میں ملے گی۔ دنیاوی عذاب تو عارضی اور معمولی جھڑک ہیں' جس سے وہاں کی سزا کم نہ ہو گی' جیسے حوالات جیل کے مقابلہ میں ۳۔ اپنی قبروں سے اسرافیل علیہ السلام کی طرف جہاں وہ صور پھونک رہے ہوں گے ۴۔ یعنی پلک نہ جھپکائیں گے آنکھیں کھلی رہ جائیں گی' یا اس دن اپنے کو یا کسی اور کو نہ دیکھ سکیں گے اوپر ہی کو دیکھتے اور تکتے رہیں گے' دل کسی کی طرف متوجہ نہ ہوں گے سب ننگے اٹھیں گے مگر کوئی کسی کو نہ دیکھے گا ۵۔ یعنی سارے لوگوں کو خواہ مومن ہوں یا کافر' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے نبی ہیں' تاقیامت آپ کی نبوت قائم ہے کیونکہ الناس میں کوئی قید نہیں' تاقیامت علماء اولیاء حضور کی نیابت میں لوگوں کو ڈراتے رہیں گے ۶۔ ظالم سے مراد مشرک ہے رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ' کیونکہ جسے خدا بخش دے گا وہ کبھی بھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہ کرے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۷۔ یعنی عمل کی مہلت دے' اس طرح کہ ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے کیونکہ دنیا ہی عمل کی جگہ ہے نہ کہ آخرت' وہ تو جزا کی جگہ ہے' ۸۔ شعر' آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے۔ کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا' آج وہ مناتے ہیں ہم نہیں مانتے' کل ہم منائیں گے وہ نہ مانیں گے' رب تعالیٰ آج ان کی اطاعت کی توفیق دے ۹۔ یہاں سکنتم سے مراد عارضی طور پر سفر میں ٹھہرنا ہے' اہل عرب اپنے سفروں میں عاد و ثمود کی زمینوں پر گزرا کرتے تھے' وہاں منزل بھی کیا کرتے تھے' ورنہ وہ بستیاں اجڑی ہوئی پڑی تھیں۔ وہاں آبادی نہ ہوئی' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور مع صحابہ قوم ثمود کے جنگل پر گزرے۔ تو فرمایا یہاں نہ ٹھہرو' ان کے کنویں کا پانی نہ پیو' جہاں عذاب الٰہی آ جاوے وہاں پھر آبادی کیسی' نوح

(بقیہ صفحہ ۴۱۶)

(بقیہ صفحہ ۴۱۵) اس لئے طوفان کے بعد زمین پر رہنا بسنا درست ہوا۔ اگرچہ طوفان ساری زمین پر آیا تھا ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعض چیزوں کے ثبوت کے لئے صرف شہرت کافی ہوتی ہے' جیسے نسب' نکاح' بستی کیونکہ ان زمینوں کا قوم عاد و ثمود کی بستیاں ہونا شہرت سے ہی ثابت تھا' دوسرے یہ کہ تاریخی واقعات بلاوجہ رد نہیں کئے جا سکتے' ہاں اگر نص کے خلاف ہوں تو رد کئے جائیں گے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ قیاس شرعی حق ہے کیونکہ آیت کا منشاء یہ ہے کہ وہ لوگ کفر کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور کفر تو تم بھی کر رہے ہو' لہٰذا تم بھی ہلاک ہونے کے لائق ہو۔ علت کے

رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ

کرے گا ۱ بیشک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا جس دن بدل دی جائے گی

الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

زمین اس زمین کے سوا اور آسمان ۲ اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ۳

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ

مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ

بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے ۴ ان کے کرتے رال کے ہوں گے ۵

وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ

اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لئے کہ اللہ ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا

اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی ۶ یہ

بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ

لوگوں کو حکم پہنچانا ہے ۷ اور اس لئے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لئے کہ وہ

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾ ع

جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے ۸ اور اس لئے کہ عقل والے نصیحت مانیں ۹

ع ۱۹

اٰیاتہا ۹۹	۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۴	رکوعاتہا ۶

سورہ حجر مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ننانوے آیتیں اور چھ سو چون کلمے دو ہزار سات سو ساٹھ حرف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی ۱

اشتراک سے حکم مشترک ہوتا ہے' اسی کو فقہ میں قیاس کہتے ہیں ۱۲۔ حضرت مترجم قدس سرہ کے ترجمہ میں ان نافیہ ہے اور جبال سے مراد آیات الٰہیہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے مکر ہوا کی طرح ہیں' جیسے ہوا پہاڑوں کو نہیں اڑا سکتی' ایسے ہی کفار کی خفیہ تدبیریں' احکام شرعیہ' آیات الٰہیہ کو نہیں ہٹا سکتیں۔ اس آیت کے اور بھی معانی کئے گئے ہیں۔ مگر یہ معنی بہت اعلیٰ ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ معنی کئے کہ اگرچہ ان کے مکر ایسے شدید سخت تھے کہ پہاڑ بھی ٹل جائیں' مگر آپ کا دین اور صحابہ کرام اپنے مرکز سے نہ ہٹے۔ یہ حضرات پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہیں۔

۱۔ یعنی اے مسلمان' یا اے محبوب آئندہ کبھی ایسا گمان بھی نہ کرنا' کہ اللہ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدے پورے نہ کرے' وہ ضرور ان کے دین کو غالب' کفار کو مغلوب کرے گا۔ کیونکہ وعدہ خلافی یا تو مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہے' اللہ عزیز و غالب ہے' مجبور نہیں یا بے غیرتی کی وجہ سے ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ ذو انتقام ہے' اپنے محبوبوں کے بدلے دشمنوں سے ضرور لیتا ہے ۲۔ قیامت میں پہلے تو آسمان و زمین کے صفات و حالات بدل جائیں گے کہ زمین ایک میدان ہو جاوے گی' جہاں نہ غار ہو گا۔ نہ ٹیلہ' آسمان کے تارے جھڑ جائیں گے اور سرخ چمڑے اور کبھی تیل کی گاد کی طرح ہو جاوے گا جسے قرآن میں مُہل اور دہان فرمایا گیا۔ یہ دوسرے نفخہ سے پہلے ہو گا پھر حساب و کتاب کے وقت زمین و آسمان کی ذات ہی بدل جاوے گی کہ زمین چاندی کی اور آسمان سونے کا ہو گا۔ لہٰذا روایات میں تعارض نہیں ۳۔ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں حاضر ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ لوگ تو اب بھی اللہ کے سامنے ہی ہیں' اس سے چھپے ہوئے نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ محشر میں کفار اور مومن ظاہری علامات سے ہی پہچان لئے جائیں گے کافروں کے منہ کالے' ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے اور پاؤں بیڑیوں میں بندھے ہوئے' مومن اس کے برعکس ہوں گے رب فرماتا ہے۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ کسی مجرم سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی ہر مجرم اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ بندھا ہو گا اس کی اور بھی چند تفسیریں ہیں مگر یہ تفسیر بہتر ہے ہر انسان کے ساتھ شیطان پیدا ہوتا ہے ۵۔ یعنی ان کے جسم پر رال لپیٹ دی جائے گی' جو مثل قمیص کے ہو گی' رال میں بدبو' گرمی ہوتی ہے اور اسے آگ جلد لگتی ہے' سرابیل سربال کی جمع ہے۔ معنی قمیص' سراویل واؤ سے۔ معنی پائجامہ اور آگ ان کے سارے جسموں کو جلائے گی حتیٰ کہ چہرے بھی' اسی کا ذکر آگے ہے وَتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۶۔ کہ تین چار گھنٹہ میں تمام خلق کا حساب لے لے گا' قیامت کے باقی دراز حصے میں حضور کی شان کا اظہار ہو گا۔ کبھی شفیع کی تلاش' پھر مقام محمود پر حضور کی جلوہ گری' پھر تمام عالم کا' پھر خالق عالم کا حضور کی نعت پڑھنا اتنا بڑا دن اس کام میں صرف ہو گا۔ اگر قیامت صرف حساب کے لئے